DAWAT-E-ISLAMI

جیسی کرنی ویسی بھرنی

(مع 54 دلچسپ وعبرت انگیز حکایات)

المدینۃ العلمیۃ
(دعوتِ اسلامی)
شعبہ اصلاحی کتب

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ؕ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

غیبت سے باز رکھے گا

حضرتِ علّامہ مجدُ الدّین فیروز آبادی علیہ رحمۃُ اللّٰہِ الھادی سے منقول ہے: جب کسی مجلس میں (یعنی لوگوں میں) بیٹھو تو یوں کہو: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد اللہ عَزَّوَجَلَّ تم پر ایک فِرِشتہ مقرّر فرمادے گا جو تم کو غیبت سے باز رکھے گا، اور جب مجلس سے اُٹھو تو کہو: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد تو فِرِشتہ لوگوں کو تمہاری غیبت کرنے سے باز رکھے گا۔

(اَلْقَوْلُ الْبَدِیع، ص۲۷۸)

کون جانے دُرود کی قیمت ہے عجب دُرِ شاہوار درود
ہم کو پڑھنا خدا نصیب کرے دَم بدم اور بار بار درود

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

(1) نقصان اپنا ہے

حضرت مولانا جلالُ الدین رُومی علیہ رحمۃُ اللّٰہِ القوی نے مثنوی شریف میں ایک سبق آموز حکایت لکھی ہے کہ مٹی کھانے کا شوقین شخص ایک دکان سے شکر (چینی) خریدنے کے لئے گیا تو دکاندار نے کہا کہ میرے باٹ مٹی کے ہیں، اگر منظور ہو تو اسی سے تول دوں؟ یہ سن کر گاہک کہنے لگا: مجھے شکر سے مطلب ہے چاہے کسی بھی باٹ

سے تولو۔ اُدھر دکاندار شکر لینے دکان کے اندر گیا اِدھر مٹی کھانے کے شوقین گاہک نے مٹی کے باٹ کو چاٹنا شروع کیا، ساتھ ہی ساتھ وہ ڈر بھی رہا تھا کہ کہیں دکاندار کو پتا نہ چلے کہ میں اس کا نقصان کررہا ہوں۔ دوسری طرف دکاندار اسے مٹی کھاتے ہوئے دیکھ چکا تھا اور جان بوجھ کر شکر ڈالنے میں تاخیر کررہا تھا کہ یہ نادان شخص جتنی مٹی کھائے گا اتنا ہی باٹ کا وزن کم ہوجائے گا اور اسے شکر کم مقدار میں ملے گی اور جب گھر جاکر یہ شکر تولے گا تو اسے پتا چلے گا کہ حقیقت میں یہ اپنا ہی نقصان کر آیا ہے۔

(مثنوی مولوی معنوی، دفتر چہارم، ص ۷۱،۷۲)

جیسی کرنی ویسی بھرنی

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ دنیا دارُالْعَمَل (یعنی عمل کرنے کی جگہ) ہے اور آخرت دارُالْجَزَاء (یعنی بدلہ ملنے کا مقام) ہم دنیا میں جو اچھا یا بُرا بیج بوئیں گے اس کی فصل آخرت میں کاٹیں گے بعض اوقات تو دنیا میں بھی بدلہ مل جاتا ہے، اچھا یا بُرا بدلہ ملنے کو ہمارے ہاں ''جیسی کرنی ویسی بھرنی''، ''جیسا کروگے ویسا بھروگے''، ''جیسا بوؤگے ویسا کاٹوگے'' اور ''مُکافاتِ عمل'' جبکہ عربی زبان میں ''**كَمَا تَدِينُ تُدَانُ**''، ''**بِالْكَيْلِ الَّذِي تَكْتَالُ يُكَالُ لَكَ**'' اور انگریزی زبان میں، ''As you sow so shall you reap'' کہا جاتا ہے۔

جیسا کرے گا ویسا بھرے گا

یہی بات ہمارے سرکارِ والا تبار، دوعالَم کے مالک ومختار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ

والہٖ وسلَّم نے ان الفاظ میں بیان فرمائی ہے: اَلْبِرُّ لا یَبْلَی وَالاِثْمُ لا یُنْسَی وَالدَّیَّانُ لَا یَمُوتُ فَکُنْ کَمَا شِئْتَ کَمَا تَدِینُ تُدَانُ یعنی نیکی پُرانی نہیں ہوتی اور گناہ بھلایا نہیں جاتا، جزا دینے والا (یعنی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ) کبھی فنا نہیں ہوگا، لہٰذا جو چاہو بن جاؤ، تم جیسا کرو گے ویسا بھرو گے۔'' (مصنف عبدالرزاق،کتاب الجامع،باب الاغتیاب والشتم، ۱۰ / ۱۸۹،حدیث: ۲۰۴۳۰)

حضرت علّامہ عبدُ الرؤف مَناوی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الباری ''اَلتَّیْسِیْر شَرْحُ الْجَامِعِ الصَّغِیْر '' میں '' کَمَا تَدِینُ تُدَانُ ''کی وضاحت میں لکھتے ہیں: یعنی جیسا تم کام کرو گے ویسا تمہیں اس کا بدلہ ملے گا، جو تم کسی کے ساتھ کرو گے وہی تمہارے ساتھ ہوگا۔(التیسیر، ۲/۲۲۲)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

جو کسی کو رُسوا کرتا ہے وہ خود بھی ذلیل ہوتا ہے

سرکارِ مدینۂ منوّرہ، سردارِ **مکّۂ مکرّمہ** صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: جو کسی مسلمان کو ایسی جگہ رُسوا کرے جہاں اس کی بے عزتی اور آبروریزی کی جارہی ہو تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اسے ایسی جگہ ذلیل کرے گا جہاں وہ اپنی مدد چاہتا ہوگا اور جو کسی مسلمان کی ایسی جگہ مدد کرے جہاں اس کی عزت گھٹائی جارہی ہو اور اس کی آبروریزی کی جارہی ہو تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ایسی جگہ اس کی مدد کرے گا جہاں وہ اپنی مدد کا طلب گار ہوگا۔

(ابوداؤد،کتاب الادب،باب من رد۔الخ، ۴/۳۵۵،حدیث: ۴۸۸۴)

مُفَسِّرِ شَہِیر حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃُ الحنّان اِس حدیثِ پاک کے تحت لکھتے ہیں: اس طرح کہ جب کچھ لوگ کسی مسلمان کی آبرو ریزی کررہے ہوں تو یہ بھی انکے ساتھ شریک ہوکران کی مدد کرے ان کی ہاں میں ہاں ملائے۔ (''اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے ایسی جگہ میں ذلیل کرے گا جہاں وہ اپنی مدد چاہتا ہوگا'' کے تحت مفتی صاحب لکھتے ہیں:) یعنی اللہ تعالٰی اس جرم کی سزا میں اسے ایسی جگہ ذلیل کرے گا جہاں اسے عزت کی خواہش ہوگی۔ خیال رہے کہ یہ احکام مسلمان کے لئے ہیں۔ کفار، مُرتدین، بے دین لوگوں کی اللہ تعالٰی کے ہاں کوئی عزت نہیں ان کی بے دینی ظاہر کرنا عبادت ہے۔ غرضکہ کَمَا تَدِیْنُ تُدَان جیسا کروگے ویسا بھروگے۔ کَرْدَنِیْ خَوِیْش آمَدَنِیْ پِیْش مسلمان بھائی کی عزت کرو اپنی عزت کرالو، اسے ذلیل کرو اپنے کو ذلیل کرالو۔ جگہ عام ہے دنیا میں ہو یا آخرت میں جہاں بھی اسے مدد کی ضرورت ہوگی رب تعالٰی اس کی مدد فرمائے گا، صرف ایک بار نہیں بلکہ ہمیشہ۔ (مراۃ المناجیح، ٦/٥٦٩)

گَنْدُم اَزْ گَنْدُم بِرُوْجَوْزَجَوْ! اَزْمُکَافَاتِ عَمَلْ غَافِلْ مَشُو

(ترجمہ: گندم سے گندم اور جو سے جو اُگتے ہیں مکافاتِ عمل سے غافل مت ہو)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

دوسروں کے ساتھ اچھا برتاؤ کیجئے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہمیں چاہئے کہ کسی مسلمان کو تکلیف نہ دیں، اس کی چیز نہ چُرائیں، اسے دھوکہ نہ دیں، اس پر جھوٹا اِلزام نہ لگائیں، اس کا قرض نہ دبائیں،

اس کی زمین پر قبضہ نہ کریں ، اس کی گھریلو زندگی میں زہر نہ گھولیں ، بدگمانیاں نہ پھیلائیں، کسی کا دل نہ دکھائیں، پیٹھ پیچھے اس کی برائیاں نہ کریں، اس کا مذاق اڑا کر اس کی عزت کا جنازہ نہ نکالیں، سازشیں کر کے اس کی ترقی میں روڑے نہ اَٹکائیں اور اس کی برائیاں لوگوں میں پھیلا کر بدنام نہ کریں کیونکہ جو آج ہم کسی کے ساتھ کریں گے کل ہمارے ساتھ بھی وہی کچھ ہوسکتا ہے۔اس کے برعکس اگر ہم کسی کی عزت کا تحفظ کریں گے، اس کے مال میں خیانت نہیں کریں گے، اسے دھوکہ نہیں دیں گے، اس سے سچ بولیں گے، اس کی غیبت نہیں کریں گے، اس کے بارے میں حُسنِ ظن رکھیں گے، اس کی خیرخواہی کریں گے تو ہمیں بھی بھلائی کی اُمید رکھنی چاہیے ۔ ''**جیسی کرنی ویسی بھرنی**''[1] رسالے میں اسی عنوان پر **54** سبق آموز حکایات مع مختصر دَرس پیش کی گئی ہیں، انہیں خوب توجہ سے پڑھئے اور ''مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے، اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ'' کے مَدَنی مقصد کو پانے کے لئے کوشاں ہوجایئے۔

اِس رسالے کو نہ صرف خود پڑھئے بلکہ دوسرے اسلامی بھائیوں کو اس کے مُطَالَعَہ کی ترغیب دے کر **ثوابِ جارِیہ** کے مُسْتَحِق بنئے۔ **اللہ** تعالیٰ ہمیں مَدَنی اِنعامات پر عمل کرنے اور مَدَنی قافلوں کا مُسافِر بنتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم

شعبہ اِصلاحی کتب (المدینۃ العلمیۃ)

مدینہ

[1]: یہ نام شیخِ طریقت امیرِ اہلسنّت حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطّار قادری مدظلہ العالی نے عطا فرمایا ہے۔

(2) زمین پر قبضہ کرنے کی کوشش کرنے والی اندھی ہوگئی

اَرْوٰی نامی ایک عورت نے حضرت سیِّدُ نا سعید بن زید رضی اللہ تعالٰی عنہ سے گھر کے بعض حصے کے متعلق جھگڑا کیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا: یہ زمین اسی کو دے دو، میں نے رسولُ اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم کو یہ فرماتے سنا ہے: مَنْ اَخَذَ شِبْرًا مِنَ الْاَرْضِ بِغَیْرِ حَقِّہٖ طُوِّقَہٗ فِیْ سَبْعِ اَرَضِیْنَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ یعنی جس شخص نے ایک بالشت زمین بھی ناحق لی قیامت کے دن اس کے گلے میں سات زمینوں کا طوق ڈالا جائے گا۔ اس کے بعد آپ نے دعا فرمائی: اَللّٰھُمَّ اِنْ کَانَتْ کَاذِبَۃً فَاَعْمِ بَصَرَھَا وَاجْعَلْ قَبْرَھَا فِی دَارِھَا یعنی یا اللہ عزَّوَجلَّ! اگر یہ جھوٹی ہے تو اس کو اندھا کردے اور اسکی قبر اسی گھر میں بنادے۔ راوی کہتے ہیں: میں نے دیکھا کہ وہ عورت اندھی ہوچکی تھی، دیواروں کو ٹٹولتی پھرتی تھی اور کہتی تھی: مجھے سعید بن زید کی بددعا لگ گئی ہے، آخر کار ایک دن گھر میں چلتے ہوئے وہ کنویں میں گر کر مرگئی اور وہی کنواں اس کی قبر بن گیا۔

(مسلم،کتاب المساقاة،باب تحریم الظلم، ص٨٩٦،حدیث:١٦١٠)

مُفَسِّرِ شَہِیر حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان لکھتے ہیں: زمین کے سات طبقے اوپر نیچے ہیں صرف سات ملک نہیں، پہلے تو اس غاصب کو زمین کے سات طَبَق کا طوق پہنایا جائے گا پھر اسے زمین میں دھنسایا جائے گا، لہٰذا جن احادیث میں ہے کہ اسے زمین میں دھنسایا جائے گا وہ احادیث اس حدیث کے

خلاف نہیں، **اللہ** تعالٰی اس غاصِب کی گردن اتنی لمبی کردے گا کہ اتنی بڑی ہنسلی اس میں آجائے گی معلوم ہوا کہ زمین کا غصب دوسرے غصب سے سخت تر ہے۔

(مراٰۃ المناجیح،۴/۳۱۳)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! فی زمانہ زمینوں پر ناجائز قبضے کے واقعات کی کثرت ہے، اپنی جمع پونجی خرچ کر کے ذاتی مکان کا خواب آنکھوں میں سجائے کوئی شخص جب زمین خریدنے میں کامیاب ہو ہی جاتا ہے تو اسے یہ فکر سونے نہیں دیتی کہ قبضہ گروپ سے اپنی زمین کو محفوظ کس طرح رکھا جائے؟ اِحتیاطی تدابیر اپنانے کے باوجود اگر اس کی زمین پر قبضہ ہو جائے تو منت سماجت کرنے پر بھی بے شرم قبضہ خوروں کو اس پر ترس نہیں آتا بلکہ اسی کی زمین اسے واپس کرنے کے لئے بھاری رقم طلب کی جاتی ہے، اگر وہ مظلوم شخص قبضہ چھڑانے کے لئے کورٹ کچہری کا دروازہ کھٹکھٹائے تو ایسے ایسے تاخیری حربے اختیار کئے جاتے ہیں کہ زمین کا اصل مالک زمین میں جا سوتا ہے لیکن اسے زمین واپس نہیں ملتی۔ زمینوں پر قبضہ کرنے والوں کو سنبھل جانا چاہئے کہ آج جس زمین پر قبضہ کر کے وہ خوش ہو رہے ہیں اور مظلوم کی بددعائیں لے رہے ہیں کل مرنے کے بعد یہی زمین گلے کا طوق بن کر رسوائی کا سبب نہ بن جائے۔ بسا اوقات دنیا میں ہی قبضہ گروپوں کا انجام قتل و غارت اور قید کی صورت میں دوسروں کو درسِ عبرت دیتا ہے۔ اگر بالفرض انہیں دنیا میں اپنے کئے کی سزا نہ بھی ملے تو کل مرنے کے بعد انہیں زمین میں ہی دفن ہونا ہے اور بعدِ مرگ اس

حرام وناجائز فعل کی جو سزائیں ملیں گی وہ بھی کان کھول کر سن لیں، چنانچہ

(۱) سات زمینوں تک دھنسایا جائے گا

سرکارِ مدینۂ منوّرہ ، سردارِ مکّۂ مکرّمہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: جو زمین کا کچھ حصہ ناحق لے لے اسے قیامت کے دن سات زمینوں تک دھنسایا جائے گا۔

(بخاری، کتاب المظالم، باب اثم۔۔الخ، ۱۲۹/۲، حدیث: ۲۴۵۴)

مُفَسِّرِ شَہِیر حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃُ الحنّان اِس حدیثِ پاک کے تحت لکھتے ہیں: یہ عذاب تو قیامت کے دن ہوگا بعد میں دوزخ کا عذاب اس کے علاوہ ہے کیونکہ حقوق العباد میں بڑا فرق ہے کہ اور چیزیں فانی ہیں، زمین پشت ہا پشت تک باقی رہتی ہے، اس کی سزا بھی زیادہ۔ لمعات میں فرمایا گیا کہ بعض غاصبینِ زمین کو دھنسانے کی سزا دی جائے گی اور بعض کے گلے میں (زمین) طوق بنا کر ڈالی جائے گی لہٰذا یہ حدیث طوق والی حدیث کے خلاف نہیں۔ (لمعات) اور ہوسکتا ہے کہ ایک ہی غاصِب کو دو وقت میں یہ دو عذاب ہوں۔

(مراۃ المناجیح، ۳۲۳/۴)

(۲) طوق گلے میں ڈالا جائے گا

سرکارِ عالی وقار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: جو شخص ظلماً بالشت بھر زمین لے لے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اُسے اس بات کا پابند کرے گا کہ وہ

اس زمین کو سات زمینوں کی تہہ تک کھودے پھر قیامت کے دن اس کا طوق پہنائے گا حتّٰی کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے۔

(مسنداحمد،حدیث یعلی بن مرة،۱۸۰/۶،حدیث:۱۷۵۸۲)

مُفَسِّرِشَہِیر حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃُ الحنّان اِس حدیثِ پاک کے تحت لکھتے ہیں: یہ غاصبِ زمین کا تیسرا عذاب ہے یا ایک ہی شخص کو یہ تینوں عذاب تین وقت میں دیئے جائیں گے یا کسی کو وہ گزشتہ عذاب اور کسی کو یہ یعنی یہ شخص خود سات تہہ زمین تک بورنگ (Boring) کرے اور خود ہی اپنے گلے میں طوق بنا کر پہنے پھرے۔(مراۃ المناجیح،۴/۳۲۴)

(۳) مٹی اٹھا کر میدانِ حشر میں لائے

سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم نے **فرمایا:** جس نے ناحق زمین لی قیامت کے دن اسے یہ تکلیف دی جائے گی کہ اس کی مٹی اٹھا کر میدانِ حشر میں لائے۔(مسند احمد،حدیث یعلی بن مرة،۱۷۷/۶،حدیث:۱۷۵۶۹)

(٤) فرض قبول ہوتے ہیں نہ نفل

ایک حدیث میں ہے، رسولُ اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم فرماتے ہیں: جو تھوڑی مقدار زمین بھی ناجائز طور پر لے لے تو ساتوں زمینوں کا طوق اس کے گلے میں ڈالا جائے گا، نہ اس کا فرض قبول ہوگا نہ نفل۔

(مسند ابی یعلی،۳۱۵/۱، حدیث:۷٤۰)

گلے میں بیس پچیس سیر مٹی ڈال کر دیکھ لو

میرے آقا اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت، مجدِّدِ دین وملّت، مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن زمین پر قبضہ کرنے والے کو جھنجھوڑتے ہوئے فتاویٰ رضویہ جلد 19 صفحہ 665 پر لکھتے ہیں: اللہ قہار وجبار کے غضب سے ڈرے، ذرا من دو من نہیں بیس پچیس ہی سیر مٹی کے ڈھیلے گلے میں باندھ کر گھڑی دو گھڑی لئے پھرے، اُس وقت قیاس کرے کہ اس ظلم شدید سے باز آنا آسان ہے یا زمین کے ساتوں طبقوں تک کھود کر قیامت کے دن تمام جہان کا حساب پورا ہونے تک گلے میں مَعَاذَ اللہ یہ کروڑوں مَن کا طوق پڑنا اور ساتویں زمین تک دھنسا دیا جانا، والعیاذباللہ تعالیٰ، واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاوی رضویہ،۱۹/۶۶۵)

ہمیشہ ہاتھ بھلائی کے واسطے اُٹھیں

بچانا ظلم و ستم سے مجھے سدا یارب (وسائل بخشش،ص۷۶)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

(3) جھوٹا الزام لگانے کی سزا

ایک شخص نے حضرت سیدنا مُطَرِّف بن عبداللہ بن شِخِّیر علیہ رَحْمَۃُ اللہ القدیر پر جھوٹا الزام لگایا تو آپ نے ارشاد فرمایا: اگر تم جھوٹے ہو تو اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہیں جلدی موت عطا فرمائے، آپ کی زبان سے ان الفاظ کا نکلنا تھا کہ اس شخص کی موت واقع ہوگئی۔ (جامع العلوم والحکم،ص۴۵۷)

(4) بہتان لگانے کی سزا

حضرت سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالٰی عنہ پر ایک شخص نے تین جھوٹے الزامات لگائے: (۱) یہ لشکرِ اسلام کے ساتھ جہاد میں شریک نہیں ہوتے (۲) مالِ غنیمت برابر تقسیم نہیں کرتے (۳) مقدمات کا فیصلہ کرنے میں عدل سے کام نہیں لیتے۔ یہ سن کر حضرت سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ارشاد فرمایا: سنو! اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں اس کے خلاف تین دعائیں کرتا ہوں: یااللہ عَزَّوَجَلَّ! اگر تیرا یہ بندہ جھوٹا ہے، دکھانے اور سنانے کیلئے کھڑا ہوا ہے تو (۱) اس کی عمر دراز فرمادے (۲) اس کے فَقْر میں اِضافہ فرمادے اور (۳) اسے فتنوں میں مبتلا فرما۔ جب کوئی اس سے اس کا حال پوچھتا تو وہ کہا کرتا تھا: میں کیا بتاؤں؟ میں وہ بوڑھا ہوں جو فتنوں میں مبتلا ہوں کیونکہ مجھ کو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالٰی عنہ کی بددعا لگ گئی ہے۔ حضرتِ سیدنا عبدالملک بن عمیر تابعی رضی اللہ تعالٰی عنہ کا بیان ہے: اس دعا کا میں نے یہ اثر دیکھا کہ ''ابو سَعدہ'' نامی وہ شخص اس قدر بوڑھا ہو چکا تھا کہ بڑھاپے کی وجہ سے اس کی دونوں بھویں اس کی دونوں آنکھوں پر لٹک پڑی تھیں، وہ دربدر بھیک مانگ کر انتہائی فقیری اور محتاجی کی زندگی بسر کرتا تھا اور اس بڑھاپے میں بھی وہ راہ چلتی ہوئی جوان لڑکیوں کو چھیڑتا اور ان کے بدن میں چٹکیاں بھرتا رہتا تھا۔

(بخاری، کتاب الاذان، باب وجوب القرأة۔۔الخ، ۱/۲٦٦، حدیث:۷۵۵)

اس حکایت سے لوگوں پر جھوٹے الزام لگانے کے عادی افراد کو عبرت حاصل کرنی چاہیے کہ جو موقع کی نزاکت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے دوسروں پر جھوٹے الزام لگانا شروع کردیتے ہیں، نہ اس کے منصب کا لحاظ رکھتے ہیں نہ رُتبے کا خیال، شاید ایسا کرنے والوں کے دل ودماغ میں ایک ہی بات سمائی ہوتی ہے کہ ''ہم بھی منہ میں زبان رکھتے ہیں'' انہیں ڈرنا چاہیے کہ ہمارے ساتھ بھی اسی طرح مُکافاتِ عمل ہوسکتا ہے جیسا اس بوڑھے کے ساتھ ہوا، تہمت دھرنے والے کو آخرت میں جو سزا ملے گی اسے سن کر خائفین کے بدن میں جھرجھری آجاتی ہے، چنانچہ

دوزخیوں کی پیپ میں رہنا پڑے گا

نبیِّ رَحمت، شفیعِ امّت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: جو کسی مسلمان کی بُرائی بیان کرے جو اس میں نہیں پائی جاتی تو اس کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس وقت تک رَدْغَۃَ الْخَبَال میں رکھے گا جب تک کہ وہ اپنی کہی ہوئی بات سے نہ نکل آئے۔

(ابوداؤد، کتاب الاقضیة، باب فیمن یعین علی خصومة ..الخ، ۳/ ٤۲۷، حدیث: ۳٥۹۷)

رَدْغَۃَ الْخَبَال جہنم میں ایک جگہ ہے جہاں جہنمیوں کا خون اور پیپ جمع ہوگا۔

(مراۃ المناجیح، ۵/۳۱۳)

توبہ ضروری ہے

دعوتِ اسلامی کے اِشاعتی ادارے مکتبۃُ المدینہ کی مطبوعہ 1199

صَفحات پر مشتمل کتاب، ''بہارِشریعت'' (جلد 3) حصّہ 16 میں صدرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ حضرتِ علاّمہ مولٰینا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللّٰہ القوی فرماتے ہیں: بُہتان کی صورت میں توبہ کرنا اور مُعافی مانگنا ضروری ہے بلکہ جن کے سامنے بہتان باندھا ہے ان کے پاس جا کر یہ کہنا ضَرور ہے کہ میں نے جھوٹ کہا تھا جو فُلاں پر میں نے بہتان باندھا تھا۔ (بہارِشریعت، ۵۳۸/۳)

حسد، وعدہ خِلافی، جھوٹ، چُغلی، غیبت و تہمت
مجھے ان سب گناہوں سے ہو نفرت یارسولَ اللّٰہ (وسائلِ بخشش ص ۳۳۲)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

(5) بیوی کو شوہر کے خلاف بھڑکانے والی اندھی ہوگئی

ایک عورت نے حضرت سیدنا ابو مسلم خولانی قدس سرہ النورانی کی زوجہ کو آپ کے خلاف بھڑکا دیا تھا، آپ نے اس عورت کی بینائی زائل ہونے کی دعا فرمائی تو وہ اسی وقت اندھی ہوگئی۔ پھر وہ آپ کی خدمت میں آکر فریاد کرنے لگی اور آپ سے دعا کی درخواست کی۔ آپ کو اس کے حال پر رحم آگیا اور اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے دعا فرمائی تو اس کی بینائی لوٹ آئی اور آپ کی زوجہ بھی واپس آگئیں۔

(جامع العلوم والحکم، ص۴۰۷)

عورت کو اس کے خاوند کے خلاف ابھارنے والا ہم سے نہیں

سرکارِ عالی وقار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد

فرمایا: لَيْسَ مِنَّا مَنْ خَبَّبَ اِمْرَاَةً عَلٰى زَوْجِهَا اَوْعَبْدًا عَلٰى سَيِّدِهٖ یعنی جو عورت کو اس کے خاوند یا کسی غلام کو اس کے آقا کے خلاف اُبھارے وہ ہم سے نہیں۔

(ابوداؤد، کتاب الطلاق، باب فیمن خبب ۔۔الخ، ۳٦۹/۲، حدیث: ۲۱۷۵)

دو دلوں کو جوڑنے کی کوشش کرو

مُفَسّرِ شَہِیر حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃُ الحنّان فرماتے ہیں: یعنی ہماری جماعت سے یا ہمارے طریقہ والوں سے یا ہمارے پیاروں سے نہیں یا ہم اس سے بیزار ہیں وہ ہمارے مقبول لوگوں میں سے نہیں، یہ مطلب نہیں کہ وہ ہماری امت یا ہماری ملت سے نہیں کیونکہ گناہ سے انسان کافر نہیں ہوتا۔ (مراۃ المناجیح، ٦/۵٦۰) مفتی صاحب اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں: خاوند بیوی میں فساد ڈالنے کی بہت صورتیں ہیں: عورت سے خاوند کی برائیاں بیان کرے، دوسرے مردوں کی خوبیاں ظاہر کرے کیونکہ عورت کا دل کچی شیشی کی طرح کمزور ہوتا ہے یا ان میں اختلاف ڈالنے کے لئے جادو تعویذ گنڈے کرے سب حرام ہے، اور غلام یا لونڈی کی بگاڑنے کے معنی یہ ہیں کہ اسے بھاگ جانے پر آمادہ کرے، اگر وہ خود بھاگنا چاہیں تو ان کی اِمداد کرے، بہر حال دو دلوں کو جوڑنے کی کوشش کرو توڑو نہ۔

(مراۃ المناجیح، ۵/۱۰۱)

تُو برائے وَصل کَردن آمدی ‏ ‏ ‏ نے برائے فَصل کردن آمدی

(یعنی تو جوڑ پیدا کرنے کیلئے آیا ہے توڑ پیدا کرنے کیلئے نہیں آیا۔)

تُو کتنا اچھا ہے!!

جو لوگ عورت کو بھڑکاتے شوہر کے خلاف اُبھارتے ہیں وہ شیطان کے پیارے ہیں، حضرت سیدنا جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ سرورِ عالم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم نے فرمایا: شیطان پانی پر اپنا تخت بچھاتا ہے، پھر اپنے لشکر بھیجتا ہے۔ ان لشکروں میں شیطان کے زیادہ قریب اس کا دَرَجہ ہوتا ہے جو سب سے زیادہ فتنہ باز ہوتا ہے۔ اس کا ایک لشکر واپس آکر بتاتا ہے کہ میں نے فلاں فتنہ بَرپا کیا تو شیطان کہتا ہے: تو نے کچھ بھی نہیں کیا۔ پھر ایک اور لشکر آتا ہے اور کہتا ہے: میں نے ایک آدمی کو اس وقت تک نہیں چھوڑا جب تک اس کے اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی نہیں ڈال دی۔ یہ سن کر شیطان اسے اپنے قریب کر لیتا ہے اور کہتا ہے: تُو کتنا اچھا ہے، اور اپنے ساتھ چمٹا لیتا ہے۔ (مسلم، کتاب صفة القیامة۔۔الخ، باب تحریش الشیطان۔۔۔الخ، ص ۱۵۱۱، حدیث: ۲۸۱۳)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

(6) لوگوں کو ستانے کی سزا

ایک شخص حضرت سیِّدُنا حَسَن بصری علیہ رحمۃُ اللّٰہِ القوی کی مجلس میں آکر لوگوں کو تکلیف دیا کرتا تھا، جب اس کی شرارتوں کا سلسلہ حد سے بڑھنے لگا تو آپ نے دعا فرمائی: اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! تو اس شخص کی اِیذا رسانی سے خوب واقف ہے، تو جس طرح چاہے ہمیں اس کے معاملے میں کفایت فرما۔ اُسی وقت وہ شخص کھڑے

کھڑے گر کر مر گیا اور اس کی لاش چار پائی پر رکھ کر اس کے گھر لے جائی گئی۔

(جامع العلوم والحکم،ص٤٥٧)

مسلمانوں کو تکلیف دینے والوں کو خبردار ہو جانا چاہیئے کہ سلطانِ دو جہان صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: مَنْ اٰذٰی مُسْلِمًا فَقَدْ اٰذَانِیْ وَمَنْ اٰذَانِیْ فَقَدْ اٰذَی اللہَ (یعنی) جس نے (بلا وجہِ شرعی) کسی مسلمان کو ایذاء دی اُس نے مجھے ایذاء دی اور جس نے مجھے ایذاء دی اُس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کو ایذاء دی۔'' (اَلْمُعْجَمُ الْاَوْسَط،٢/٣٨٧، حدیث: ٣٦٠٧) اللہ و رسول عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم کو ایذاء دینے والوں کے بارے میں اللہ عَزَّوَجَلَّ پارہ 22 سورۃ الاحزاب آیت 57 میں ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِیْنًا(۵۷)

ترجمۂ کنزالایمان: بےشک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کیلئے ذلّت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

معافی مانگ لیجئے

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! اگر آپ کبھی کسی مسلمان کی بلاجہ شرعی دل آزاری کر بیٹھے ہیں تو آپ کا چاہے اس سے کیسا ہی قریبی رشتہ ہے، بڑے بھائی ہیں، والِد ہیں، شوہر ہیں، سُسر ہیں یا کتنے ہی بڑے رُتبے کے مالک ہیں، چاہے

صدر ہیں یا وزیر ہیں، استاذ ہیں یا پیر ہیں، مؤذِّن ہیں یا امام وخطیب ہیں جو کچھ بھی ہیں بِغیر شرمائے توبہ بھی کیجئے اور اُس بندے سے مُعافی مانگ کر اس کو راضی بھی کر لیجئے ورنہ جہنَّم کا ہولناک عذاب برداشت نہیں ہو سکے گا۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

(7) ٹھٹھہ مسخری کر کے ستانے والے کی سزا

ایک شخص حضرت سیدنا ابو محمد حبیب عجمی علیہ رحمۃُ اللّٰہِ القوی سے اکثر ہنسی مذاق اور تفریح کر کے آپ کو تنگ کرتا تھا، آپ نے دعا فرمائی تو وہ بَرَص کے مرض میں مبتلا ہو گیا۔ (جامع العلوم والحکم، ص٤٥٨)

لوگوں کا مذاق اُڑانے والے کا انجام

سرکارِ عالی وقار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: بلاشبہ لوگوں کا مذاق اُڑانے والے کے لئے جنت کا دروازہ کھول کر اسے بلایا جائے گا: آؤ، قریب آؤ، جب وہ آئے گا تو دروازہ بند کر دیا جائے گا، اسی طرح کئی بار کیا جائے گا یہاں تک کہ جب اس کے لئے پھر دروازہ کھول کر اسے بلایا جائے گا: آؤ آؤ قریب آؤ، تو وہ نا اُمیدی اور مایوسی کے مارے نہیں آئیگا۔ (شعب الایمان، باب فی تحریم اعراض الناس، فصل فیما ورد من الاخبار۔الخ، ٥/٣١٠، حدیث: ٦٧٥٧)

مذاق میں بھی ڈرانے سے روکا

حضرتِ سیِّدُنا ابن ابی لیلیٰ رضی اللہ تعالٰی عنہما فرماتے ہیں: صحابہ کرام

عَلَیْہِمُ الرِّضوَان کا بیان ہے کہ وہ حضرات رسولُ اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ و سلَّم کے ساتھ سفر میں تھے، اس دوران ان میں سے ایک صحابی رضی اللہ تعالٰی عنہ سو گئے تو ایک دوسرے صحابی رضی اللہ تعالٰی عنہ ان کے پاس رکھی اپنی ایک رسی لینے گئے، جس سے وہ گھبرا گئے (یعنی اس سونے والے کے پاس رسی تھی یا اس جانے والے کے پاس تھی اس نے یہ رسی سانپ کی طرح اس پر ڈالی وہ سونے والے اسے سانپ سمجھ کر ڈر گئے اور لوگ ہنس پڑے[1]) تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ دوسرے مسلمان کو ڈرائے۔

(ابوداوٗد، کتاب الادب، باب من یاخذ..الخ، ۴/۳۹۱، حدیث: ۵۰۰۴)

مُفَسِّرِ شَہِیر حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃُ الحنّان اِس حدیثِ پاک کے تحت لکھتے ہیں: اس فرمانِ عالی کا مقصد یہ ہے کہ ہنسی مذاق میں کسی کو ڈرانا جائز نہیں کہ کبھی اس سے ڈرنے والا مر جاتا ہے یا بیمار پڑ جاتا ہے، خوش طبعی وہ چاہیے جس سے سب کا دل خوش ہو جائے کسی کو تکلیف نہ پہنچے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایسی دل لگی ہنسی کسی سے کرنی جس سے اس کو تکلیف پہنچے مثلاً کسی کو بیوقوف بنانا اس کے چپت لگانا وغیرہ حرام ہے۔ (مراٰۃ المناجیح، ۵/۲۷۰)

بھائیوں کا دل دکھانا چھوڑ دو
اور تَمَسْخُر بھی اُڑانا چھوڑ دو (وسائل بخشش ص ۷۱۳)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

[1]: مراٰۃ المناجیح، ۵/۲۷۰

(8) مشکیزہ کیا ہے؟

حضرتِ سیِّدُ ناعبدُاللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما فرماتے ہیں: ایک مرتبہ دورانِ سفر میرا گزر زمانۂ جاہلیت کے قبرستان سے ہوا۔ یکا یک ایک **مُردہ قَبْر سے باہَر نکلا**، اُس کی گردن میں آگ کی زنجیر بندھی ہوئی تھی، میرے پاس پانی کا ایک برتن تھا۔ جب اُس نے مجھے دیکھا تو کہنے لگا: ''اے عبدُاللّٰہ! مجھے تھوڑا سا پانی پلا دو!'' میں نے دل میں کہا: اس نے میرا نام لے کر مجھے پکارا ہے یا تو یہ مجھے جانتا ہے یا عَرَبوں کے طریقے کے مطابق ''عبدُاللّٰہ'' کہہ کر پکار رہا ہے۔ پھر اچانک اسی قَبْر سے ایک اور شخص نکلا، اُس نے مجھ سے کہا: ''اے عبدُاللّٰہ! اس نافرمان کو ہرگز پانی نہ پلانا، یہ **کافر** ہے۔'' دوسرا شخص پہلے کو گھسیٹ کر واپس قَبْر میں لے گیا۔ میں نے وہ رات ایک بڑھیا کے گھر گزاری، اس کے گھر کے قریب ایک قَبْر تھی، میں نے قَبْر سے یہ آواز سنی: بَوْلٌ وَّمَا بَوْل؟ شَنٌّ وَّمَا شَنْ؟ یعنی ''پیشاب! پیشاب کیا ہے؟ مشکیزہ! مشکیزہ کیا ہے؟'' اِس آواز کے مُتَعَلِّق بڑھیا سے پوچھا تو اُس نے کہا: یہ میرے شوہر کی قَبْر ہے، اسے دو خطاؤں کی سزا مل رہی ہے۔ پیشاب کرتے وقت یہ **پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا**، میں اس سے کہتی کہ تجھ پر افسوس! جب اُونٹ پیشاب کرتا ہے تو وہ بھی اپنے پاؤں کُشادہ کر کے چھینٹوں سے بچتا ہے، لیکن تُو اس مُعامَلے میں بِالکل بھی اِحتیاط نہیں کرتا، میرا شوہر میری ان باتوں پر کوئی توجُّہ نہ دیتا، پھر یہ مر گیا تو مرنے کے بعد سے آج تک اس کی قَبْر سے روزانہ اسی طرح کی

آوازیں آتی ہیں۔ میں نے پوچھا: شَنٌّ وَّمَا شَنْ ؟ یعنی ''مشکیزہ! مشکیزہ کیا ہے؟'' کی آواز آنے کا کیا مقصد ہے؟ بڑھیا نے کہا: ایک مرتبہ اِس کے پاس ایک پیاسا شخص آیا، اس نے پانی مانگا تو (اِس نے اُس کو پریشان کرنے کیلئے خالی مشکیزے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) کہا: جاؤ! اِس مشکیزے سے پانی پی لو، وہ پیاسا بے تابانہ مشکیزے کی طرف لپکا، جب اُٹھایا تو اُسے خالی پایا، پیاس کی شدّت سے وہ بے ہوش ہوکر گر گیا اوراس کی موت واقِع ہوگئی۔ پھر جب سے میرا شوہر مرا ہے آج تک روزانہ اُس کی قبر سے آواز آتی ہے: شَنٌّ وَّمَا شَنْ یعنی ''مشکیزہ! مشکیزہ کیا ہے؟'' (عُیونُ الْحِکایات، ص ۳۰۷)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

جھوٹ گناہوں کی طرف لے جاتا ہے

رسولِ بے مثال، بی بی آمِنہ کے لال صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: تم پر سچ بولنا لازِم ہے کیونکہ سچ نیکی کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور نیکی جنَّت کا راستہ دکھاتی ہے، آدمی ہمیشہ سچ بولتا رہتا ہے اور سچ کی جُستجو میں رہتا ہے یہاں تک کہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک صِدِّیق (یعنی بہت سچا) لکھ دِیا جاتا ہے اور جھوٹ سے بچو! کیونکہ جھوٹ گناہوں کی طرف لے جاتا ہے اور گناہ جہنَّم میں پہنچا دیتے ہیں، آدمی ہمیشہ جھوٹ بولتا رہتا ہے اوراس کی جستجو میں رہتا ہے یہاں تک کہ

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک کَذّاب (یعنی بہت بڑا جھوٹا) لکھ دیا جاتا ہے۔

(ترمذی،کتاب البر والصلة،باب ما جاء فی الصدق والکذب،۳ /۳۹۱، حدیث: ۱۹۷۸)

سچے آدمی کی بات دشمن کے بارے میں بھی قبول کی جاتی ہے

حضرت سیدنا اَحنف رحمۃُ اللہ تعالٰی علیہ نے اپنے بیٹے سے ارشاد فرمایا: اے میرے بیٹے! سچ کی فضیلت کے لئے اتنی بات کافی ہے کہ سچے آدمی کی بات اس کے دشمن کے بارے میں بھی قبول کی جاتی ہے جبکہ جھوٹ کے بُرا ہونے کے لئے یہ بات کافی ہے کہ جھوٹے شخص کی بات نہ تو اس کے دوست کے بارے میں قبول کی جاتی ہے اور نہ دشمن کے بارے میں۔

(التذکرة الحمدونیة الباب الثامن فی الصدق والکذب،۳/۶۴)

غیبت سے اور تُہمت و چغلی سے دُور رکھ
خُوگر تُو سچ کا دے بنا یاربِّ مصطفٰے (وسائلِ بخشش،ص۱۳۲)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

کسی کی مصیبت پر خوشی کا اظہار

حضرتِ سیِّدُنا واثِلہ بن اَسْقَع رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں: رسولُ اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: تم اپنے بھائی کی مصیبت پر خوشی کا اظہار مت کرو، ورنہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اس پر رحم کردے گا اور تجھے مبتلا کردے گا۔

(ترمذی، کتاب صفة القیامة، باب (ت: ۱۱۹)، ۴/ ۲۲۷، حدیث: ۲۵۱۴)

مُفَسِّرِ شَہِیر حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃُ الحنّان اِس حدیثِ پاک کے تحت لکھتے ہیں: یعنی کسی مسلمان کو دینی یا دنیاوی آفت میں مبتلا دیکھ کراس پرخوشی میں طعن نہ کرو! بعض دفعہ خوشی میں بھی کسی پر **لَاحَوْل** پڑھی جاتی ہے۔ مفتی صاحب مزید فرماتے ہیں: اگر ملامت کرنا اس کی فہمائش کے لیے ہوتب جائز ہے جب کہ اس طریقہ سے اس کی اِصلاح ہو سکے۔ مزید فرماتے ہیں: یہ ہے مسلمان کی آفت پرخوشی منانے کا انجام! کہ خوشی منانے والا خود گرفتار ہوجاتا ہے، بارہا کا آزمودہ، ہمیشہ خدا سے خوف کرنا چاہیے۔ (مراٰۃ المناجیح، ۶/۴۷۴) مشہور ہے: ''مَنْ ضَحِكَ ضُحِكَ'' یعنی جو دوسرے پر ہنستا ہے اس پر بھی ہنسا جاتا ہے۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

(9) بدگوئی کی سزا

حضرت سیدنا ابو محمد حبیب عجمی علیہ رحمۃُ اللّٰہِ القوی ایک دفعہ حضرت سیدنا مالک بن دینار عَلَیْہِ رَحمَۃُاللّٰہ الغفّار کے پاس موجود تھے کہ اتنے میں ایک شخص وہاں آدھمکا اور حضرت سیدنا مالک بن دینار عَلَیْہِ رَحمَۃُاللّٰہ الغفّار پر کچھ دراہم کے معاملے میں سختی کرنے لگا جوانہوں نے تقسیم فرمادیئے تھے۔ جب اس کی بدگوئی کا سلسلہ نہ رکا تو حضرت سیدنا ابو محمد حبیب عجمی علیہ رحمۃُ اللّٰہِ القوی نے بارگاہِ خداوندی میں دستِ دعا دراز کیا اور عرض کی: **یااللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ! اس شخص نے ہمیں تیرے ذکر سے روک دیا ہے، تو جس طرح چاہے اس کے معاملے میں ہم پر رحم فرما۔ اسی وقت وہ شخص منہ کے

بل زمین پر گرا اور اس کا دم نکل گیا۔ (جامع العلوم والحکم، ص٤٥٨)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! جارحانہ اور طنزیہ اندازِ گفتگو اختیار کرتے وقت ہم اس بات کی کچھ پرواہ نہیں کرتے کہ ہماری زبان کی ''تیز دھار'' سے نہ جانے کتنے مسلمانوں کے دل گھائل ہو جاتے ہوں گے! کس سے کس وقت کس انداز میں بات کرنی ہے ہمیں شاید معلوم ہی نہیں، یاد رکھئے کہ تیر وتلوار کے گھاؤ تو کچھ عرصے میں مندمل ہو جاتے ہیں لیکن زبان سے لگنے والا زخم بعض اوقات مرتے دم تک نہیں بھرتا، کسی عربی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

جَرَاحَاتُ السِّنَانِ لَهَا الْتِيَام وَلَا يَلْتَامُ مَاجَرَحَ اللِّسَان

(یعنی نیزوں کے زخم تو بھر جاتے ہیں، زبان کے گھاؤ نہیں بھرتے)

بَہر حال ہمیں بات کرنے کی بھی تربیّت لینی ہوگی اور اس کی اِحتیاطیں بھی سیکھنی ہوں گی، جی ہاں اندازِ گفتگو کو یکسر بدل کر اِس پر عاجزی و نرمی کا پانی چڑھانا اور حُسنِ اخلاق سے آراستہ کرنا ہوگا۔ یقین مانئے آج ہماری غالِب اکثریت کو شریعت و سنّت کے مطابِق بات چیت کرنا ہی نہیں آتی، معمولی سا خلافِ مزاج مُعاملہ ہوتے ہی اچّھا خاصا مذہبی وَضع قطع کا آدمی بھی ایک دم جارحانہ انداز پر اُتر آتا ہے! ایک غیبت ہی نہیں، تہمت، چغلی، بدگمانی، جھوٹا مُبالغہ، دل آزاری اور اِیذائے مُسلم کے تعلُّق سے بَہُت ساری چیزیں آج کل کی جانے والی اکثر گفتگو کا حصّہ ہوتی ہیں۔ لہٰذا دل برداشتہ ہوئے بغیر اوّلاً اس بات کو تسلیم کر لیجئے کہ ہمیں دُرُست بولنا ہی نہیں آتا پھر ہم

مسلسل جِد وجہد کریں گے تو اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ شَریعت وسنّت کے مطابِق بات کرنا سیکھ ہی جائیں گے۔

نرمی کی فضیلت

مسلم شریف میں ہے: جس چیز میں نَرمی ہوتی ہے اُسے زینت بخشتی ہے اور جس چیز سے جُدا کرلی جاتی ہے اُسے عیب دار بنادیتی ہے۔

(مسلم ،کتاب البر والصلة،باب فضل الرفق،ص١٣٩٨،حديث:٢٥٩٤)

مزاج میں نرمی پیدا کرنے کا نسخہ

بکری (بکرا)اورمَینڈھے کی کھال پر بیٹھنے اور پہننے سے مِزاج میں نرمی اور اِنکساری پیدا ہوتی ہے۔(بہارشریعت،١/٤٠٣ملخصاً)

ہے فلاح وکامرانی نرمی وآسانی میں
ہر بنا کام بگڑ جاتا ہے نادانی میں

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

(10) کل کا فقیر آج کا امیر

ایک شخص اپنی بیوی کے ساتھ بُھنی ہوئی مرغی کھارہا تھا کہ اتنے میں دروازے پرایک سائل آ گیا۔اس شخص نے باہرنکل کر سائل کوجھڑک دیا جس پر سائل واپس چلا گیا۔اس واقعے کے بعدوہ شخص محتاجی میں مبتلا ہوگیا،اس کی دولت جاتی رہی اوراس نے اپنی بیوی کوبھی طلاق دیدی جس نے ایک اورشخص سے شادی کرلی۔ یہ

عورت ایک دن اپنے اس دوسرے شوہر کے ساتھ کھانا کھا رہی تھی اور ان کے سامنے بھنی ہوئی مرغی رکھی تھی کہ ایک سائل نے دروازے پر صدا لگائی۔ شوہر نے اپنی بیوی سے کہا کہ یہ مرغی اس مانگنے والے کو دیدو۔ بیوی نے مرغی اس سائل کے حوالے کی اور روتی ہوئی واپس آئی۔ جب شوہر نے رونے کی وجہ دریافت کی تو اس نے بتایا کہ یہ سائل اس کا سابقہ شوہر ہے اور پھر یہ واقعہ بیان کیا کہ اس کے پہلے شوہر نے ایک سائل کو جھڑک کر واپس کردیا تھا۔ عورت کے دوسرے شوہر نے یہ سن کر کہا: اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں ہی وہ سائل ہوں۔ (المستطرف، ۱/۲۰) گردشِ زمانہ کا ایک عجیب نظارہ یہ تھا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس بَدمَست مالدار کی ہر چیز، مال، کوٹھی، حتّٰی کہ بیوی بھی چھین کر اس شخص کو دے دیا جو فقیر بن کر اس کے گھر پر آیا تھا اور چند سال بعد اللہ عَزَّوَجَلَّ اس شخص کو فقیر بنا کر اسی کے دَر پر لے آیا۔ واقعی دولت پر غرور نہیں کرنا چاہئے کہ یہ ہرتی پِھرتی چھاؤں ہے، آج اِس کے پاس تو کل اُس کے پاس! تاریخ ایسے سبق آموز واقعات سے بھری پڑی ہے اب یہ انسان کا کام ہے کہ ان سے عبرت پکڑے۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

(11) بدکاری کی تہمت لگانے کا انجام

مدینۂ منورہ میں ایک نیک پرہیز گار عورت کا انتقال ہوا، غسل دینے والی عورت نے اپنی کسی دشمنی کی وجہ سے اس نیک عورت کی پردے کی جگہ پر ہاتھ رکھ کر کہا:

یہ کس قدر بدکار تھی۔ فوراً ہی غسل دینے والی عورت کا ہاتھ وہاں ایسا چمٹ گیا کہ ہزاروں کوششوں کے باوجود جدا نہیں ہوا۔ تمام علمائے مدینہ اس کا سبب اور تدبیر معلوم کرنے سے عاجز رہے لیکن حضرت سیدنا امام مالک رحمۃُ اللہ تعالٰی علیہ نے اپنے کشف و کرامت سے معلوم کرلیا اور فرمایا: اس غسل دینے والی عورت کو حدِ قذف (یعنی وہ سزا جو شریعت نے زنا کی تہمت لگانے والے کے لئے مقرر کی ہے) لگائی جائے، چنانچہ آپ کے ارشاد کے مطابق جب اس غسل دینے والی کو 80 کوڑے لگائے گئے تو خود بخود اس کا ہاتھ مرنے والی عورت سے جدا ہوگیا اور سب کے دلوں میں حضرت سیدنا امام مالک رحمۃُ اللہ تعالٰی علیہ کی امامت وکرامت کا نور جگمگانے لگا۔ (بستان المحدثین، ص۱۶)

تمہارے عیب کھل جائیں گے

رسولُ اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اِرشاد فرمایا: جو اپنے مسلمان بھائی کے عیب تلاش کرے گا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس کے عیب فاش فرمادے گا اور جس کے عیب **اللہ** عَزَّوَجَلَّ فاش کرے وہ مکان میں ہوتے ہوئے بھی ذلیل ورسوا ہوجائے گا۔

(ترمذی، کتاب البر والصلة، باب ما جاء فی تعظیم المومن، ۴۱۶/۳، حدیث: ۲۰۳۹)

مُفَسِّرِ شہیر حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃُ الحنّان اِس حدیثِ پاک کے تحت لکھتے ہیں: یہ قانونِ قدرت ہے کہ جو کسی کو بلاوجہ بدنام کرے گا قدرت اسے بدنام کردے گی۔ (مراۃ المناجیح، ۶۱۷/۶)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

(12) چالیس سال تک افلاس کا شکار رہا

حضرت سیدنا امام ابن سیرین علیہ رحمۃُ اللّٰہِ المُبین فرماتے ہیں: میں نے ایک شخص کو عار دلاتے ہوئے کہا: اے مُفلِس، اس کے بعد میں چالیس سال تک اِفلاس کا شکار رہا۔ (صید الخاطر، ص۱۸)

کس وقت کس سے کیا بولنا ہے؟ کاش یہ گُر ہمیں آجائے تو ہماری زندگی پُر سکون ہو جائے، اندھے کو بھی اندھا بولیں تو اسے بُرا لگتا ہے، آنکھوں والے کو اندھا کہہ کر پکارا جائے گا تو اسے یقیناً برا لگے گا۔

لوگوں کے بُرے نام رکھنا

میرے آقا اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت، مجدّدِ دین وملّت، مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیہِ رَحمَۃُ الرَّحمٰن فتاویٰ رضویہ جلد 23 صفحہ 204 پر لکھتے ہیں: کسی مسلمان بلکہ کافر ذِمّی کو بھی بلا حاجتِ شرعیہ ایسے الفاظ سے پکارنا یا تعبیر کرنا جس سے اس کی دل شکنی ہو اُسے اِیذاء پہنچے، شرعاً ناجائز وحرام ہے۔ اگر چہ بات فِی نَفْسِہٖ سچی ہو، فَاِنَّ کُلَّ حَقٍّ صِدْقٌ وَلَیْسَ کُلُّ صِدْقٍ حَقًّا (ہر حق سچ ہے مگر ہر سچ حق نہیں) (فتاویٰ رضویہ، ۲۳/ ۲۰۴) لہٰذا جس کا جو نام ہو اس کو اُسی نام سے پکارنا چاہئے، اپنی طرف سے کسی کا اُلٹا سیدھا نام مثلاً لمبو، ٹھنگو، کالو وغیرہ نہ رکھا جائے، عُمُوماً اس طرح کے ناموں سے دل آزاری ہوتی ہے اور وہ اس سے چڑتا بھی ہے لیکن پکارنے والا جان بوجھ کر بار بار مزہ لینے کے لئے اسے اسی نام سے پکارتا ہے، ایسا کرنے والوں کو سنبھل جانا

چاہئے کیونکہ رب تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ؕ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ ۚ (پ۲۶، الحجرات:۱۱)

ترجَمۂ کنزالایمان: اور ایک دوسرے کے برے نام نہ رکھو کیا ہی بُرا نام ہے مسلمان ہوکر فاسق کہلانا۔

صدرُالافاضِل حضرتِ علّامہ مولانا سیِّد محمد نعیم الدّین مُرادآبادی علیہ رحمۃُ اللّٰہِ الھادی اِس آیت کے تحت لکھتے ہیں: (یعنی وہ نام) جو انہیں ناگوار معلوم ہوں۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللّٰہ تعالٰی عنہما نے فرمایا کہ اگر کسی آدمی نے کسی برائی سے توبہ کرلی ہو اس کو بعدِ توبہ اس برائی سے عار دلانا بھی اس نَہی (یعنی ممانعت کے حکم) میں داخل اور ممنوع ہے۔ بعض علماء نے فرمایا کہ کسی مسلمان کو کُتّا یا گدھا یا سُور کہنا بھی اسی میں داخل ہے۔ بعض علماء نے فرمایا کہ اس سے وہ اَلقاب مراد ہیں جن سے مسلمان کی برائی نکلتی ہو اور اس کو ناگوار ہو لیکن تعریف کے اَلقاب جو سچّے ہوں ممنوع نہیں جیسے کہ حضرت ابوبکر کا لقب عَتِیق (جہنم سے آزاد) اور حضرت عمر کا فاروق (حق اور باطل میں فرق کرنے والا) اور حضرت عثمانِ غنی کا ذُوالنُّورَین (دونوروں والا) اور حضرت علی کا ابوتُراب (مٹی والا) اور حضرت خالِد کا سَیفُ اللّٰه (اللّٰہ کی تلوار) رضی اللّٰہ تعالٰی عنھم اور جو اَلقاب بمنزلِ عَلَم (یعنی نام کے مرتبہ میں) ہوگئے اور صاحبِ اَلقاب کو ناگوار نہیں وہ اَلقاب بھی ممنوع نہیں جیسے کہ اَعْمَش (کمزور نگاہ والا)، اَعْرَج (لنگڑا)۔ (''کیا ہی بُرا نام ہے مسلمان ہوکر فاسق کہلانا'' کے تحت صدرالافاضل لکھتے ہیں:) تو اے مسلمانو! کسی

مسلمان کی ہنسی بنا کر یا اس کو عیب لگا کر یا اس کا نام بگاڑ کر اپنے آپ کو فاسِق نہ کہلاؤ۔ (خزائن العرفان، ص۹۵۰)

فرشتے لعنت کرتے ہیں

حضرتِ سیِّدُنا **عُمَیر بِن سَعْد** رضی اللہ تعالٰی عنہ بیان کرتے ہیں کہ حُسنِ اَخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجْوَر، مَحبوبِ رَبِّ اکبر صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: جس نے کسی شخص کو اس کے نام کے علاوہ نام سے بلایا اس پر فرشتے لعنت کرتے ہیں۔(جمع الجوامع، ۲۳/۷، حدیث: ۲۰۶۱۲) علامہ عبدالرؤف مناوی علیہ رحمۃُ اللّٰہِ الھادی اس حدیثِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: کسی ایسے بُرے لقب سے بلانا جو اُسے برا لگے، نہ کہ اے بندۂ خدا! وغیرہ الفاظ سے۔ مزید فرماتے ہیں: فرشتوں کی لعنت کرنے سے مراد یہ ہے کہ فرشتے اس کے لئے نیکوکاروں کے مقام سے دوری کی دعا کرتے ہیں۔ (التیسیر، ۴۱۶/۲)

کسی کو بے وقوف یا اُلّو کہنے کا حُکْم

میرے آقا اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت، مجدِّدِ دین وملّت، مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن سے **سوال** ہوا: جو شخص کسی عالم کی نسبت یا کسی دوسرے کی لفظ مَردُود کہے یا یوں کہے کہ وہ ''بیوقوف'' ہے، کچھ نہیں جانتا اور ''اُلّو'' ہے، تو اس شخص کی نسبت شَرعِ شریف کیا حُکْم دے گی؟ اعلیٰ حضرت رحمۃُ اللہ تعالٰی علیہ نے **جواب** دیا: بلاوجہ شرعی کسی مسلمان کو ایسے الفاظ سے یاد کرنا مسلمان کو ناحق اِیذا

دینا ہے اور مسلمان کی ناحق اِیذا شرعاً حرام۔ **رسولُ اللّٰہ** صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلَّم فرماتے ہیں: **مَنْ اٰذٰی مُسْلِمًا فَقَدْ اٰذَانِیْ وَمَنْ اٰذَانِیْ فَقَدْ اٰذَی اللّٰہ**۔ رَوَاہُ الطَّبَرَانِیُّ فِي الْاَوْسَطِ عَنْ اَنَسٍ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ بِسَنَدٍ حَسَنٍ **جس نے بلا وجہِ شرعی کسی مسلمان کو اِیذا دی اس نے مجھے اِیذا دی اور جس نے مجھے اِیذا دی اس نے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کو ایذا دی۔** (المعجم الاوسط، ۲/۳۸۷، حدیث: ۳۶۰۷) پھر علمائے دین متین کی شان تو نہایت اَرفع واعلیٰ ہے ان کی جناب میں گستاخی کرنے والے کو حدیث میں منافق فرمایا: **ثَلٰثَۃٌ لَایَسْتَخِفُّ بِحَقِّھِمْ اِلَّامُنَافِقٌ ذُوالشَّیْبَۃِ فِی الْاِسْلَامِ وَذُوالْعِلْمِ وَاِمَامٌ مُقْسِطٌ** رَوَاہُ الطَّبَرَانِیُّ فِي الْکَبِیْرِعَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ وَاَبُوالشَّیْخِ فِی التَّوْبِیْخِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰہ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہم عَنِ النَّبِی صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم۔ **یعنی سیدِ عالم صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلَّم فرماتے ہیں: تین شخص ہیں جن کا حق ہلکا نہ جانے گا مگر منافق، ﴿ایک﴾ اسلام میں بڑھاپے والا ﴿دوسرا﴾ عالم ﴿تیسرا﴾ بادشاہِ اسلام عادِل۔** (المعجم الکبیر، ۸/۲۰۲، حدیث: ۷۸۱۹) ایسا شخص شرعاً لائقِ تعزیر ہے۔ وَاللّٰہُ سُبْحٰنَہٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ جَلَّ مَجْدُہٗ اَتَمُّ وَاَحْکَمُ (فتاویٰ رضویہ، ۱۳ / ۶۴۴)

گناہوں کے اَمراض سے نیم جاں ہوں
پئے مُرشِدی دے شِفا یاالٰہی (وسائلِ بخشش، ص۱۰۵)

(13) مچھلی نے انگوٹھا کاٹا

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دنیا میں سزا کے متعلق ایک اور عجیب وغریب حکایت ملاحظہ کیجئے اور سزا کا اِنتظار کئے بغیر اپنے گناہوں سے فوری توبہ کرکے آیندہ باز

رہنے کا عزم کیجئے اور جن گناہوں کی تلافی ضروری ہے اُس پر بھی کمر باندھ لیجئے۔

چنانچہ حضرت امام محمد بن احمد ذَہبی علیہ رحمۃُ اللّٰہِ القوی نقل کرتے ہیں کہ کسی بزرگ نے ایک شخص کو دیکھا جس کا بازو کندھے سے کاٹا ہوا تھا اور وہ آواز لگا رہا تھا کہ جس نے مجھے دیکھا وہ ہرگز کسی پر ظلم نہ کرے۔ میں نے اس سے ماجرا پوچھا تو وہ کہنے لگا: ''میرا معاملہ بڑا عجیب وغریب ہے، میں بدمعاشوں کا ساتھی تھا، ایک دن میں نے ایک مچھیرے سے مچھلی چھینی اور گھر کی طرف چل دیا، راستے میں مچھلی نے میرا انگوٹھا چبا ڈالا، جیسے تیسے میں گھر پہنچا اور مچھلی کو ایک طرف ڈال دیا۔ انگوٹھے کے درد اور تکلیف کی وجہ سے میں ساری رات سو نہ سکا۔ صبح ہوئی میں طبیب کے پاس گیا اور اسے اپنا سُوجا ہوا زخمی ہاتھ دکھایا۔ اس نے بتایا کہ انگوٹھا کاٹنا پڑے گا ورنہ بعد میں سارا ہاتھ کاٹنا پڑے گا، چنانچہ میں نے اپنا انگوٹھا کٹوا دیا۔ پھر ایک دن میرے ہاتھ پہ چوٹ آئی تو پرانا زخم تازہ ہو گیا، مجھے شدید تکلیف ہو رہی تھی، میں طبیب کے پاس گیا تو اس نے ہاتھ کاٹنے کا کہا، میں نے کٹوا دیا مگر درد سارے بازو میں پھیل گیا۔ میں سخت تکلیف میں تھا کسی پل چین نہ آتا تھا چنانچہ پہلے کہنی تک پھر کندھے تک ہاتھ کٹوانا پڑا، کچھ لوگوں نے مجھ سے تکلیف شروع ہونے کا سبب پوچھا تو میں نے انہیں مچھلی والا واقعہ سُنایا، وہ کہنے لگے: ''اگر تم پہلے مرحلے میں مچھلی والے کے پاس جا کر اس سے معافی مانگ لیتے اور اس کو راضی کر لیتے تو شاید تمہیں یہ اَعضاء کٹوانے نہ پڑتے، اب بھی وقت ہے اس شخص کے پاس جاؤ اور اس کو راضی کرو اس سے پہلے کہ یہ تکلیف پورے

جسم میں پھیل جائے۔‘‘ میں نے بمشکل تمام مچھیرے کو ڈھونڈ نکالا اور معافی مانگنے کے لئے اس کے پاؤں میں گر گیا۔ اس نے پریشان ہو کر پوچھا: تم کون ہو؟ میں نے کہا: ’’میں وہی شخص ہوں جو تم سے مچھلی چھین کر لے گیا تھا،‘‘ پھر میں نے اسے ساری تفصیل بتا کر کٹا ہوا ہاتھ دکھایا تو وہ بھی رو دیا اور کہنے لگا: ’’میرے بھائی! میں نے تمہیں معاف کیا۔‘‘ میں نے اسے گواہ بنا کر آیندہ کے لئے کسی پر ظلم کرنے سے توبہ کر لی۔

(کتاب الکبائر، ص۱۲۷)

مظلوم کی مدد ضرور ہوتی ہے

سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ مظلوم سے فرماتا ہے: مجھے اپنی عزت کی قسم! بیشک میں ضرور تیری مدد کروں گا اگرچہ کچھ دیر کے بعد۔

(ترمذی، أحادیث شتی، باب: ۱۳۲، ۵/۳۴۳، حدیث: ۳۶۰۹)

مظلوم کی بددعا مقبول ہے

رسولِ اکرم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: مظلوم کی بددعا سے بچو اگرچہ وہ کافر ہی ہو کیونکہ اس کے سامنے کوئی حجاب نہیں ہوتا۔ (مسند احمد، مسند انس بن مالک، ۴/۳۰۶، حدیث: ۱۲۵۵۱)

شارِحِ بخاری علامہ ابوالحسن علی بن خلف قُرطبی علیہ رحمۃُ اللّٰہِ القوی شرح بخاری میں لکھتے ہیں: ظلم تمام شریعتوں میں حرام تھا، حدیثِ پاک میں ہے: مظلوم کی

دعا رد نہیں کی جاتی اگرچہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہو۔اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ جس طرح مومن پر ظلم کرنے سے ناراض ہوتا ہے اسی طرح کافر پر ظلم سے بھی ناراض ہوتا ہے۔

(شرح بخاری لابن بطال،کتاب الزکاۃ،باب اخذ الصدقة من الاغنياء،۵۴۸/۳)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

مظلوم جانور کی بددعا

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے؟ **ظلم کا انجام** کس قدر بھیانک ہے۔انسان تو انسان جانور پر بھی ظلم کرنے کی اجازت نہیں،مُفَسِّرِ شَہِیر حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃُ الحنّان مرقاۃ شرح مشکوٰۃ کے حوالے سے لکھتے ہیں: مظلوم جانور بلکہ مظلوم کافر و فاسق کی بھی دعا قبول ہوتی ہے اگرچہ مسلمان مظلوم کی دعا زیادہ قبول ہے، کیونکہ مظلوم مُضطَر و بے قرار ہوتا ہے اور بے قرار کی دعا عرش پر قرار کرتی ہے رب فرماتا ہے: **اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ** (ترجَمۂ کنزالایمان: یا وہ جو لاچار کی سنتا ہے جب اسے پکارے،(پ ۲۰، النمل: ۶۲)۔(مراۃ المناجیح،۳۰۰/۳)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

(14) ہاتھ بے کار ہو گیا

حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم بن اَدْہَم علیہ رَحمَۃُ اللّٰہ الاکرم **فرماتے ہیں:** بنی اسرائیل کے ایک شخص نے ایک بچھڑے کو اس کی ماں کے سامنے ذبح کیا تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ

نے اس کے ہاتھ شل فرما دیئے۔ایک مرتبہ یہی شخص بیٹھا ہوا تھا کہ ایک پرندے کا بچہ اچانک گھونسلے سے گر پڑا اور اپنے والدین کو بے بسی سے تکنے لگا، والدین بھی بے بسی سے اسے دیکھ رہے تھے، یہ سب دیکھ کر اس شخص کو ترس آیا اور اس نے اس بچے کو اٹھا کر گھونسلے میں رکھ دیا، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس کے پرندے کے بچے پر شفقت کرنے کی وجہ سے اس پر رحم فرمایا اور اس کے ہاتھ پھر سے ٹھیک ہو گئے۔

(شعب الایمان ، الخامس و السبعون ، باب فی رحم الصغیر ...الخ ، ٧/ ٤٨٤ ، رقم : ١١٠٨٢)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

(15) مکھی سے تکلیف دور کی تو بیوی بھی ٹھیک ہوگئی

حضرتِ سیِّدُنا عبدالوہاب شَعْرانی قُدِّسَ سرُّہُ السّامی فرماتے ہیں: میری زوجہ فاطمہ اُمِّ عبدالرحمٰن کے دل پر وَرَم آ گیا، مجھے بہت تشویش ہو رہی تھی، میں ایک خالی راستے میں تنہا موجود تھا کہ کسی کہنے والے نے کہا: اپنے سامنے موجود سوراخ میں ایک مکھی کو مکھی خور جانور سے نجات دلا دو! ہم تمہاری زوجہ کو تکلیف سے نجات دے دیں گے، میں نے جا کر سوراخ دیکھا تو اس میں انگلی جانے کی گنجائش نہیں تھی، اس لئے میں نے ایک تیلی لے کر اندر ڈالی اور مکھی سمیت اس جانور کو بھی باہر کھینچ لیا، وہ جانور مکھی کی گردن پر چپکا ہوا تھا اور مکھی درد سے بلبلا رہی تھی، میں نے مکھی کو اس جانور سے نجات دلا دی، اسی وقت میری زوجہ بھی ٹھیک ہوگئی اور اسے تکلیف سے نجات مل گئی۔ (المنن الکبری ، الباب السابع ، ص٣٠٥)

(16) کیڑے پڑے ہوئے کتوں کا علاج کرتے

حضرتِ سیِّدُنا شیخ احمد رِفاعی رحمۃُ اللہ تعالٰی علیہ کیڑے پڑے ہوئے کتوں کے پیچھے علاج کیلئے چکر لگایا کرتے تھے، کئی دفعہ کتا آپ سے بھاگ جاتا تو اس کے پیچھے جاتے اور فرماتے: میں تو صرف تیرا علاج کرنا چاہتا ہوں۔ آپ رحمۃُ اللہ تعالٰی علیہ کوڑھ کے مریضوں کے گھر جاتے، ان کے کپڑے دھوتے، سروں اور کپڑوں سے جوئیں نکالتے، کھانا لے کر جاتے، مل کر کھاتے، ان سے دعا کرواتے، وہ آپ رحمۃُ اللہ تعالٰی علیہ کو ''اَبُوْ الْاِیْتَامِ وَ الْمَسَاکِیْن'' کہتے۔ بسا اوقات دوسرے شہر میں موجود کسی فقیر کی بیماری کی خبر سنتے تو وہاں جاکر اس کی بیمار پرسی کرتے اور خدمت کرتے، پھر دو یا تین دن کے بعد واپس آجاتے، شارع عام میں اس مقصد سے کھڑے رہتے کہ اندھوں کی رہنمائی کریں، ان بوڑھوں کی خبر گیری کرتے جو بیت الخلاء جانے سے عاجز ہوتے اور اپنے کپڑوں میں ہی بول و براز کر دیا کرتے تھے، ان کے کپڑے اُتارتے، دھوتے، خشک کرتے، پھر انہیں پہنا دیتے اور ان کے پڑوسیوں کو ان کی خبر گیری کی نصیحت کرتے۔ آپ رحمۃُ اللہ تعالٰی علیہ کے پاس ایک یتیم لڑکا تھا جس کے ماں باپ دونوں ہی نہ تھے، وہ دوران وِرْد یا مجلس وعظ میں آپ کے پاس آجاتا اور آپ سے کھانے کی یا کھیلنے کی کوئی چیز مانگتا، آپ کھڑے ہوتے اور وہ چیز مہیا کر دیتے، آپ کے ہم عصر مشائخ فرمایا کرتے تھے کہ احمد بن رِفاعی (رحمۃُ اللہ تعالٰی علیہ) کو جو مقامات حاصل ہیں وہ خلق پر کثرتِ شفقت

کی وجہ سے ہیں۔ (المنن الکبری، الباب الثانی عشر، ص٥٠٨)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

(17) فقیر کو دُھتکارا تو خود فقیر بن گیا

ایک شکستہ حال فقیر نے ایک مالدار شخص کے سامنے دستِ سوال دراز کیا مگر مالدار شخص نے فریاد رسی کرنے کے بجائے الٹا اس پر زبان سے نیزہ زنی شروع کردی اور اسے خوب ذلیل کیا، فقیر کا دل خون خون ہوگیا اور جذبات میں ایک آہ بھر کر کہا: ''تمہارے غصہ کرنے کی وجہ شاید یہ ہے کہ تمہیں بھیک مانگنے کی ذلت کا احساس نہیں۔'' یہ جملہ سن کر مالدار شخص آگ بگولا ہوگیا اور فقیر کو غلام کے ذریعے دھکے دلوا کر باہر نکلوا دیا۔ خدا کا کرنا یوں ہوا کہ وہ مغرور مالدار کچھ عرصہ بعد قلاّش ہوگیا اور محتاجی نے اس کے آنگن میں بسیرہ کرلیا، دوست، رشتے دار اور غلام و دربان سب چھوٹ گئے اور یہ شخص سڑک پر آگیا۔ جس غلام نے فقیر کو اپنے آقا کے حکم سے دھکے دے کر نکالا تھا اسے ایک نئے مالدار آقا نے خرید لیا۔ یہ آقا بہت نرم دل، فریاد رس اور مہربان تھا، غریبوں، فقیروں کی امداد کرنے سے زیادہ اسے کسی چیز میں خوشی محسوس نہیں ہوتی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ ہر وقت اس کے دروازے پر سائلین کا ہجوم لگا رہتا تھا۔ ایک رات کسی فقیر نے اس کے دروازے پر صدا لگائی، غلام نے فقیر کی مدد کرنے کی نیت سے جیسے ہی دروازہ کھولا اس کی چیخ نکل گئی کیونکہ سامنے موجود فقیر کوئی اور نہیں اس کا پرانا مغرور آقا تھا، اپنے پرانے آقا کی یہ حالت دیکھ کر غلام آبدیدہ ہوگیا

اوراس کی امداد کر کے اپنے موجودہ آقا کے پاس چلا آیا۔آقا نے جب غلام کوآزُردہ و آبدیدہ دیکھا تو پوچھا: کیا کسی نے تمہیں کوئی تکلیف پہنچائی ہے؟ یہ سن کر غلام نے اپنے پرانے آقا کا سارا حال اس کے گوش گزار کردیا، ساری کہانی سننے کے بعد آقا بولا: میں وہی فقیر ہوں جسے اس نے دھکے دلوا کر نکلوادیا تھا اور آج دیکھو کہ وقت کی کایا کیسی پلٹی ہے کہ قدرت نے اسے میرے ہی دروازے پر بھیک مانگنے کے لئے لا کھڑا کیا۔

(بوستان سعدی، باب دوم دراحسان، ص۸۰)

صدقہ نہ روکو کہیں تمہارا رزق نہ رک جائے

حضرتِ سیِّدَتُنا اَسماء رضی اللہ تعالٰی عنہا فرماتی ہیں: رسولُ اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مجھ سے ارشاد فرمایا: صدقہ وخیرات مت روکو کہیں تمہارا رزق نہ روک دیا جائے۔ (بخاری، کتاب الزکاۃ، باب التحریض علی الصدقۃ ...الخ، ۱/ ۴۸۳، حدیث: ۱۴۳۳)

حضرتِ سیِّدُنا امام بدرُالدّین عینی رحمۃُ اللّٰہ تعالٰی علیہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں: یعنی اس خوف سے اپنے مال کو صدقہ کرنے سے مت روک کہ وہ ختم ہوجائے گا کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ تجھ پر مال کی تنگی فرمادے گا یا تجھ سے مال روک لے گا اور رزق کے وسائل ختم فرمادے گا۔ حدیث اس بات پر دلالت کررہی ہے کہ صدقہ مال بڑھاتا اوراس میں برکت اور زیادتی کا سبب ہوتا ہے، اور بلاشبہ جو بخل سے کام لے اور صدقہ نہ کرے، اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے مال میں تنگی فرمائے گا اور مال میں برکت

اور اضافہ ہونے سے بھی روک دے گا۔

(عمدۃ القاری ، کتاب الزکاۃ ، باب التحریض ...الخ ، ٦/ ٤١٠ ، تحت الحدیث : ١٤٣٣)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

(18) تول کم کیوں ہوا؟

گاؤں میں رہنے والا ایک کسان کھیتی باڑی کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے گھر میں تیار کیا ہوا مکھن بھی شہر میں فروخت کیا کرتا تھا۔ ایک دن حسبِ معمول اس کی بیوی نے مکھن تیار کر کے اس کے حوالے کیا تا کہ وہ اسے شہر جا کر بیچ آئے۔ یہ مکھن ایک ایک کلو کے گول پیڑوں (یعنی ٹکڑوں) کی شکل میں تھا۔ شہر پہنچ کر کے کسان نے مکھن دکاندار کو فروخت کیا، اس کی رقم وصول کی اور اسی دکان سے گھر کا راشن چائے کی پتی، چینی اور دالیں وغیرہ خریدیں اور واپس اپنے گاؤں کی طرف روانہ ہو گیا۔ کسان کے جانے بعد دکاندار نے مکھن کو فریزر میں رکھنا شروع کیا تو اچانک اس کے دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ ایک پیڑے کا وزن کیا جائے۔! جب وزن کیا تو مکھن ایک کلو کے بجائے 900 گرام نکلا یعنی 100 گرام کم تھے۔ حیرت وصدمے سے دوچار اس دکاندار نے سارے پیڑے ایک ایک کر کے تول ڈالے مگر کسان کے لائے ہوئے سب پیڑوں کا وزن ایک جیسا یعنی 900 گرام ہی تھا یوں ہر پیڑے میں 100 گرام کم تھے۔ اگلی مرتبہ جیسے ہی کسان مکھن لے کر دکاندار کے پاس پہنچا تو اس نے غصے سے بپھر کر کہا: دُور ہو جاؤ میری نظروں سے! میں تم جیسے دھوکے باز سے ہرگز

مکھن نہیں خریدوں گا تم ایک کلو کا بول کر مجھے کم مکھن دے دیتے ہو۔ کسان مسکین سی صورت بنا کر بولا: بھائی! اس میں میرا کوئی قصور نہیں ہم تو غریب لوگ ہیں ہمارے پاس وزن تولنے کے باٹ خریدنے کی طاقت کہاں! بات دراصل یہ ہے کہ میں آپ سے چینی اور دال وغیرہ کے جو ایک ایک کلو کے پیکٹ لے جاتا ہوں، اس میں سے ایک پیکٹ کو ترازو کے ایک پلڑے میں رکھ کر ایک ایک کلو مکھن کے پیڑے تول لیتا ہوں اور آپ کے پاس لا کر بیچ دیتا ہوں۔ یہ سن کر مارے شرمندگی کے دکاندار کے ماتھے پر پسینہ آ گیا اور وہ سمجھ گیا کہ تول کیوں کم ہوا؟

دیکھے ہیں یہ دن اپنے ہی ہاتھوں کی بدولت
سچ ہے کہ بُرے کام کا انجام بُرا ہے

صَلُّوا عَلَى الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

(19) کر بھلا ہو بھلا

ایک بوڑھا اور ایک جوان شخص ایک کھیت میں حصہ دار تھے، جب کھیتی تیار ہو کر تقسیم ہو گئی تو بوڑھا شخص اپنے حصے کی کچھ کھیتی چھپ کر جوان شخص کے حصے میں یہ سوچ کر ڈالنے لگا کہ جوان کا ہاتھ کچھ کھل جائے گا، جبکہ دوسری طرف وہ جوان شخص اپنے حصے کی کچھ کھیتی بوڑھے شخص کے حصے میں یہ سوچ کر ڈالنے لگا کہ ان کا کنبہ بڑا ہے، انہیں زیادہ حاجت ہو گی، جیسے جیسے وہ دونوں یہ کام کرتے جا رہے تھے گندم بھی بڑھتی جا رہی تھی اور اس کے دانے بھی بڑے ہوتے جا رہے تھے، جب انہوں نے یہ

چیز دیکھی تو ایک دوسرے کو بتائی، اس وقت کے بادشاہ نے اس گندم کا ایک دانہ لے کر اپنے خزانے میں رکھوالیا تاکہ بعد والوں کے لئے یادگار بن جائے۔

(نزھة المجالس، باب الكرم ...الخ، ١/ ٢٨٢)

آسانیاں دو گے آسانی ملے گی

حضرتِ سیِّدُنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں: **رسولُ اللہ** صلّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا: جس نے کسی مومن سے دنیا کی کوئی تکلیف دور کی، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس کی قیامت کی تکلیف دور فرمائے گا۔ جس نے کسی تنگ دست پر آسانی کی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس پر دنیا و آخرت میں آسانی فرمائے گا۔ جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ دنیا و آخرت میں اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ بندے کی مدد کرتا رہتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں لگا رہتا ہے۔ (مسلم، كتاب الذكر والدعاء ...الخ، باب فضل الاجتماع ... الخ، ص١٤٤٧، حديث: ٢٦٩٩)

مُفَسِّرِ شَہِیر حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃُ الحنّان اِس حدیثِ پاک کے تحت لکھتے ہیں: یعنی تم کسی کی فانی مصیبت دفع کرو! اللہ تم سے باقی مصیبت دفع فرمائے گا، تم مؤمن کو فانی دنیوی آرام پہنچاؤ! اللہ تمہیں باقی اُخروی آرام دے گا کیونکہ بدلہ احسان کا احسان ہے۔ یہ حدیث بہت جامع ہے، کسی مسلمان کے پاؤں سے کانٹا نکالنا بھی ضائع نہیں جاتا، حدیث کا مطلب یہ نہیں ہے کہ صرف قیامت ہی میں بدلہ ملے گا، بلکہ قیامت میں بدلہ ضرور ملے گا، اگرچہ کبھی دنیا میں بھی

مل جائے۔مفتی صاحب فرماتے ہیں: جو مقروض کو معافی یا مہلت دے، غریب کی غربت دور کرے، تواِنْ شَآءَ اللہ دین و دنیا میں اس کی مشکلیں آسان ہوں گی۔ ''جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی'' کے تحت مفتی صاحب فرماتے ہیں: (یعنی) چھپے ہوئے عیب ظاہر نہ کرے! بشرطیکہ اس ظاہر نہ کرنے سے دین یا قوم کا نقصان نہ ہو، ورنہ ضرور ظاہر کردے! کفار کے جاسوسوں کو پکڑوائے! خفیہ سازش کرنے والوں کے راز کو طشت از بام کرے! ظلماً قتل کی تدبیر کرنے کی مظلوم کو خبر دے دے! اخلاق اور ہیں، معاملات اور سیاسیات کچھ اور۔ (مراۃ المناجیح،١/١٨٩)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

(20) تینوں قتل ہوگئے

ایک شخص کو کہیں سے بہت سا سونا مل گیا، وہ اسے چادر میں لپیٹ کر اکیلا ہی گھر کی طرف روانہ ہوا۔راستے میں اسے دو شخص ملے، اُنہوں نے جب دیکھا کہ اس کے پاس سونا ہے تو اس کو قتل کر دینے کے لئے تیّار ہوگئے تاکہ سونا لے لیں۔وہ شخص جان بچانے کی خاطر بولا: تم مجھے قتل کیوں کرتے ہو! ہم اس سونے کے تین حصّے کر لیتے ہیں اور ایک ایک حصّہ بانٹ لیتے ہیں۔وہ دونوں اس پر راضی ہوگئے۔وہ شخص بولا: بہتر یہ ہے کہ ہم میں سے ایک شخص تھوڑا سا سونا لے کر قریب کے شہر میں جائے اور کھانا خرید کر لے آئے تاکہ کھا پی کر سونا تقسیم کرلیں۔چُنانچِہ ان میں سے ایک شخص شہر پہنچا، کھانا خرید کر واپَس ہونے لگا تو اس نے سوچا کہ بہتر یہ ہے کہ کھانے میں زہر

ملا دُوں تا کہ وہ دونوں کھا کر مر جائیں اور سارا سونا میں ہی لے لوں ۔ یہ سوچ کر اس نے زَہر خرید کر کھانے میں ملا دیا۔ اُدھر اُن دونوں نے یہ سازش کی کہ جیسے ہی وہ کھانا لیکر آئے گا ہم دونوں ملکر اُس کو مار ڈالیں گے اور پھر سارا سونا آدھا آدھا بانٹ لیں گے ۔چُنانچِہ جب وہ شخص کھانا لیکر آیا تو دونوں اُس پر پل پڑے اور اُس کو قتل کر دیا۔اس کے بعد خوشی خوشی کھانا کھانے کیلئے بیٹھے تو زَہر نے اپنا کام کر دکھایا اور یہ دونوں لالچی بھی تڑپ تڑپ کر ٹھنڈے ہو گئے اور سونا جُوں کا تُوں پڑا رہا۔

(اِتحافُ السّادۃِ المُتّقِین،۹/۸۳۶ بتصرف)

پیسوں کے لالچ میں دوسروں کی جان لینے اور دورانِ سفر نشہ آور مشروب پلا کر جمع پونجی سے محروم کر دینے والوں کے لئے اس حکایت میں عبرت ہی عبرت ہے۔

؎ مال و دولت کے عاشقوں کی ہر

آرزو ناتمام ہوتی ہے (وسائلِ بخشش،ص۴۹۵)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

(21) بُلندی چاہنے والے کی رُسوائی

ایک بزرگ رَحمَۃُ اللّٰہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: میں نے کوہِ صفا کے قریب ایک شخص کو خچّر پر سُوار دیکھا، کچھ غُلام اُس کے سامنے سے لوگوں کو ہٹا رہے تھے، پھر میں نے اُسے بغداد میں اِس حالت میں پایا کہ وہ ننگے پاؤں اور حسرت زدہ تھا نیز اُس کے بال بھی بہت بڑھے ہوئے تھے، میں نے اُس سے پوچھا: '' اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے تمہارے

ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟'' تو اُس نے جواب دیا:''میں نے ایسی جگہ بلندی چاہی جہاں لوگ عاجزی کرتے ہیں تو **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے مجھے ایسی جگہ رُسوا کردیا جہاں لوگ رِفعت (یعنی بلندی) پاتے ہیں۔'' (الزواجر،۱/ ١٦٤)

ہر اسلامی بھائی کو چاہئے کہ اپنا ذہن بنائیں کہ فانی پر فخر نادانی ہے، عزّت ومَنصَب کب تک ساتھ دیں گے، جس مَنصَب کے بَل بوتے پر آج اکڑتے ہیں کل کلاں کو چِھن گیا تو شاید انہی لوگوں سے مُنہ چُھپانا پڑے جن سے آج تحقیر آمیز سُلوک کرتے ہیں، آج جن پر حکم چلاتے ہیں کل عہدہ جانے کے بعد اپنا کام کروانے کے لئے انہی سے مِنّتیں کرنا پڑیں گی! الغرض فانی چیزوں پر **غرور وتکبر** کیونکر کیا جائے! اِس لئے کیسا ہی بڑا مَنصَب یا عہدہ مل جائے اپنی اوقات نہیں بھولنی چاہئے۔ **اعلیٰ حضرت** امام احمد رضا خان علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن فرماتے ہیں: **آدمی** کو اپنی حالت کا لحاظ ضرور ہے نہ کہ اپنے کو **بھولے** یا ستایشِ مردم (یعنی آدمیوں کے تعریف کرنے) پر **پھولے**۔

(ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص٦٦)

؎ رضا جو دل کو بنانا تھا جلوہ گاہِ حبیب
تو پیارے قیدِ خُودی سے رَہیدہ ہونا تھا (حدائقِ بخشش، ص۴۷)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

(22) قتل کی کوشش کرنے والے کے اپنے دو بیٹے مر گئے

ایک حکمران نے حضرتِ سیِّدُنا محمد شمس الدّین حَنَفی مصری رحمۃُ اللّٰہ تعالٰی علیہ

کو قتل کرنے کا ارادہ کیا اور ایک برتن میں زہریلا کھانا رکھ کر آپ رحمۃُ اللّٰہ تعالٰی علیہ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ کسی کی جرأت نہیں ہوتی تھی کہ آپ رحمۃُ اللّٰہ تعالٰی علیہ کے ساتھ آپ کے برتن میں کھا سکے، جب آپ نے اس میں سے تھوڑا سا کھایا تو آپ کو معلوم ہو گیا کہ کھانے میں زہر ہے، آپ رحمۃُ اللّٰہ تعالٰی علیہ اٹھے اور (برتن وہیں چھوڑ کر) خانقاہ میں چلے آئے، سارے برتن مکس (mix) ہو گئے، اتنے میں اسی حکمران کے دو بیٹے آئے اور آپ کے برتن سے تھوڑا تھوڑا کھالیا اور تھوڑی ہی دیر میں مر گئے، جبکہ آپ رحمۃُ اللّٰہ تعالٰی علیہ کو زہر نے کچھ نقصان نہ پہنچایا۔

(جامع کرامات الاولیاء، محمد شمس الدین الحنفی، ١/ ٢٦٥)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

(23) زمین میں دھنس گیا

کشمیر کے کسی علاقے میں ایک شخص کی 5 بچیاں تھیں، چھٹی بار ولادت ہونے والی تھی۔ اس نے ایک دن اپنی بیوی سے کہا کہ اگر اب کی بار بھی تو نے بچی کو جَنا تو میں تجھے نومولود بچی سمیت قتل کر دوں گا۔ رمضان المبارک کی تیسری شب پھر بچی ہی کی ولادت ہوئی۔ صبح کے وقت بچی کی ماں کی چیخ و پکار کی پرواہ کئے بغیر اس بے رحم باپ نے (**مَعَاذَ اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ) اپنی پھول جیسی زندہ بچی کو اٹھا کر پریشر ککر میں ڈال کر چولہے پر چڑھا دیا۔ یکا یک پریشر ککر پھٹا اور ساتھ ہی خوفناک زلزلہ آ گیا، دیکھتے ہی دیکھتے وہ ظالم شخص زمین کے اندر دھنس گیا۔ بچی کی ماں کو زخمی حالت میں بچا

لیا گیا اور غالباً اسی کے ذریعے اس دردناک قصے کا انکشاف ہوا۔ (الامان والحفیظ)

(''زلزلہ اور اس کے اسباب''،ص۵۱)

؎ زمیں بوجھ سے میرے پھٹتی نہیں ہے

یہ تیرا ہی تو ہے کرم یاالٰہی (وسائلِ بخشش،ص۱۱۰)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

اللّٰہ چاہے تو بیٹا دے یا بیٹی یا کچھ نہ دے

شیخِ طریقت امیرِ اہلسنّت دامت برکاتہم العالیہ اپنے رسالے ''زندہ بیٹی کنویں میں ڈال دی'' کے صفحہ 5 پر لکھتے ہیں: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ اسلام نے **بیٹی** کو عظمت بخشی اور اس کا وقار بُلند کیا ہے، مسلمان **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کا عاجز بندہ اور اس کے احکام کا پابند ہوتا ہے، **بیٹا** ملے یا **بیٹی** یا **بے اولاد** رہے ہر حال میں اِسے راضی بَرِضا رہنا چاہئے۔ پارہ 25 سُوْرَۃُ الشُّوْرٰی کی آیت: 49 اور 50 میں ارشاد ہوتا ہے:

لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِؕ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُؕ یَهَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ اِنَاثًا وَّ یَهَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ الذُّكُوْرَۙ(۴۹) اَوْ یُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّ اِنَاثًاۚ وَ یَجْعَلُ مَنْ یَّشَآءُ عَقِیْمًاؕ اِنَّهٗ عَلِیْمٌ قَدِیْرٌ(۵۰)

ترجَمۂ کنزالایمان: **اللّٰہ** ہی کے لئے ہے آسمانوں اور زمین کی سلطنت، پیدا کرتا ہے جو چاہے، جسے چاہے بیٹیاں عطا فرمائے اور جسے چاہے بیٹے دے یا دونوں ملا دے بیٹے اور بیٹیاں اور جسے چاہے بانجھ کردے، بیشک وہ علم وقدرت والا ہے۔

”خاتونِ جنّت“ کے آٹھ حُروف کی نسبت سے بیٹیوں کے فضائل پر مَبنی 8 فرامینِ مصطفٰے

﴿۱﴾ **بیٹیوں** کو بُرا مت سمجھو، بے شک وہ مَحَبَّت کرنے والیاں ہیں۔[1]

﴿۲﴾ جس کے یہاں **بیٹی** پیدا ہو اور وہ اُسے اِیذا نہ دے اور نہ ہی بُرا جانے اور نہ بیٹے کو **بیٹی** پر فضیلت دے تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اُس شخص کو **جنت** میں داخِل فرمائے گا۔[2] ﴿۳﴾ جس شخص پر **بیٹیوں** کی پرورش کا بوجھ آپڑے اور وہ ان کے ساتھ حُسنِ سلوک (یعنی اچّھا برتاؤ) کرے تو یہ **بیٹیاں** اس کے لئے جہنَّم سے روک بن جائیں گی۔[3]

﴿٤﴾ جب کسی کے ہاں **لڑکی** پیدا ہوتی ہے تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ فِرِشتوں کو بھیجتا ہے جو آکر کہتے ہیں: ”اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْت یعنی اے گھر والو! تم پر سلامتی ہو۔“ پھر فِرِشتے اُس **بچّی** کو اپنے پروں کے سائے میں لے لیتے ہیں اور اُس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ ایک کمزور جان ہے جو ایک ناتُواں (یعنی کمزور) سے پیدا ہوئی ہے، جو شخص اِس ناتواں جان کی پرورِش کی ذِمّے داری لے گا، قِیامت تک **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی مدد اُس کے شامِلِ حال رہے گی۔[4] ﴿۵﴾ جس کی **تین بیٹیاں** ہوں، وہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرے تو اُس کے لئے **جنت** واجِب ہوجاتی ہے۔ عرض کی گئی: اور دو ہوں تو؟ فرمایا: اور دو ہوں تب بھی۔ عرض کی گئی: اگر ایک ہو تو؟

مــدینہ

[1]: مُسندِ اِمام احمد بن حنبل ج٦ ص١٣٤ حديث١٧٣٧٨ [2]: المستدرك ج ٥ ص ٢٤٨ حديث: ٧٤٢٨ [3]: مسلم ص ١٤١٤ حديث ٢٦٢٩ [4]: مجمع الزوائد ج٨ ص٢٨٥ حديث١٣٤٨٤

فرمایا: اگر ایک ہو تو بھی[1] ﴿٦﴾ جس کی تین **بیٹیاں** یا تین **بہنیں** ہوں یا دو بیٹیاں یا دو بہنیں ہوں پھر وہ اُن کی اچھی طرح پرورش کرے اوران کے مُعاملے (مُ۔عا۔مَلے) میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے ڈرتا رہے تو اُس کیلئے **جنت** ہے[2] ﴿٧﴾ جس کی تین **بیٹیاں** یا تین **بہنیں** ہوں اور وہ ان کے ساتھ اچھا سُلوک کرے تو وہ **جنت** میں داخل ہوگا[3] ﴿٨﴾ جس نے اپنی دو **بیٹیوں** یا دو **بہنوں** یا دو **رشتے دار بچیوں** پر ثواب کی نیّت سے خرچ کیا یہاں تک کہ **اللہ** تعالیٰ انہیں بے نیاز کردے (یعنی ان کا نِکاح ہوجائے یا وہ صاحِب مال ہوجائیں یا ان کی وفات ہوجائے) تو وہ اس کیلئے آگ سے آڑ ہوجائیں گی۔ (مسند امام احمد بن حنبل ج ١٠ ص ١٧٩ حدیث ٢٦٥٧٨)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

(24) اندھی لڑکی

ایک ماہنامے میں دی گئی عبرت ناک حکایت کچھ یوں ہے کہ دو سگی بہنوں نے اپنی اولاد کے رشتے آپس میں طے کئے، لڑکی کی نظر کمزور تھی جس کی وجہ سے وہ چشمہ لگاتی تھی۔ کچھ عرصے بعد دونوں بہنوں کے درمیان اختلافات نے سر اٹھایا، بات یہاں تک پہنچی کہ ایک بہن دوسری سے کہنے لگی: میں اپنے صحیح سلامت بیٹے کی شادی تمہاری اندھی بیٹی سے نہیں کرسکتی۔ یہ سن کر دوسری بہن کے دل پر گویا تیروں کی

دینہ

[1]: معجم الاوسط ج٤ ص٣٤٧ حدیث ٦١٩٩ مُلَخَّصاً [2]: ترمذی ج ٣ ص ٣٦٧ حدیث ١٩٢٣

[3]: ترمذی ج ٣ ص ٣٦٦ حدیث ١٩١٩

برسات ہوگئی کہ عیب نکالنے والی کوئی اور نہیں اس کی سگی بہن تھی ، بہرحال طعنہ دینے والی رشتہ توڑ کر جاچکی تھی ۔ دوسری طرف جب وہ گھر پہنچی تو اسے خیال آیا کہ لوہے کے پائپ نیچے صحن میں رکھے ہوئے ہیں انہیں چھت پر منتقل کر دیتی ہوں ، اس نے اپنے بیٹے کو بھی اس کام میں شامل کرلیا ۔ خدا کی کرنی ایسی ہوئی کہ اچانک لوہے کا پائپ اس کے ہاتھ سے چھوٹا اور سیدھا بیٹے کی آنکھ پر جالگا اس کی آنکھ پپوٹے سمیت باہر نکل پڑی ، اس کے دل پر قیامت گزر گئی اور اس کے ذہن میں اپنی سگی بہن کو کہے گئے الفاظ گونجنے لگے کہ میں اپنے صحیح سلامت بیٹے کی شادی تمہاری اندھی لڑکی سے نہیں کرسکتی ، اب اسے اپنے انداز پر ندامت ہونے لگی لیکن اب کیا فائدہ ! بیٹے کی آنکھ تو جاچکی تھی ۔

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمّد

(25) تم نے اس کا ہاتھ پکڑا تو کسی نے میرا ہاتھ پکڑ لیا

کسی شہر میں ایک پانی بھرنے والا ماشکی رہتا تھا جو ایک سُنار کے گھر پانی بھرا کرتا تھا ۔ اسے پانی بھرتے ہوئے تیس سال کا عرصہ ہوگیا تھا ۔ اس سنار کی زوجہ نیک اور پارسا خاتون تھی ۔ ایک روز وہ ماشکی پانی بھرنے آیا تو اس نے سنار کی بیوی کا ہاتھ پکڑ لیا اور اسے اپنی طرف کھینچا ۔ عورت نے بمشکل ہاتھ چھڑایا اور دروازہ بند کرلیا ۔ تھوڑی دیر بعد سنار گھر آیا تو اس کی بیوی نے پوچھا : آج دکان پر کونسا کام خدا کی نافرمانی کا کیا ہے ؟ سنار بولا کہ آج ایک عورت کے ہاتھ میں کنگن پہناتے ہوئے مجھے اس کا بازو بہت خوبصورت نظر آیا تو میں نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف کھینچا تھا ، بس

یہی لغزش مجھ سے واقع ہوئی ہے۔ بیوی بولی: اب معلوم ہوا کہ تمہارے ماشکی نے آج میرا ہاتھ کیوں پکڑ کر کھینچا تھا! سنار نے سارا واقعہ سنا تو کہنے لگا کہ میں اپنی غلطی سے توبہ کرتا ہوں، خدا مجھے معاف فرمائے۔ دوسرے روز ماشکی پانی بھرنے آیا تو اس نے بھی اپنے کئے کی معافی مانگی۔ (روح البیان، ٤/١٥٠)

شیشے کے گھر میں بیٹھ کر پتھر ہیں پھینکتے
دیوارِ آہنی پر، حماقت تو دیکھئے

کیا آپ کو یہ گوارا ہوگا؟

دوسروں کی عزت کی طرف گندی اور للچائی ہوئی نظروں سے دیکھنے والوں کے لئے اس واقعے میں درسِ عبرت ہے **بدکاری** کی لذتِ بد کے شوقین لمحہ بھر کے لئے سوچیں کہ اگر یہی کام کوئی میری بہن یا بیٹی یا بہو یا بیوی کے ساتھ کرے تو کیا مجھے گوارا ہوگا؟ یقیناً نہیں! تو پھر کوئی دوسرا یہ کیسے گوارا کرسکتا ہے کہ آپ اس کی بہن یا بیٹی یا بہو یا بیوی کے ساتھ اس طرح کا فعل کریں، شیشے کے گھر میں بیٹھ کر دوسروں پر پتھر برسانے والے کو یاد رکھنا چاہئے کہ کوئی اس کے گھر پر بھی پتھر برسا سکتا ہے۔ فرمانِ مصطفٰی صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: عِفُّوْا تَعِفَّ نِسَاؤُكُم وَ بِرُّوْا آبَاءَ كُمْ يَبَرَّكُمْ اَبْنَاؤُكُم. یعنی پاکدامنی اختیار کرو، تمہاری عورتیں بھی پاک دامن رہیں گی اور اپنے والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کرو، تمہاری اولاد تم سے اچھا سلوک کرے گی۔

(معجم اوسط، ٤/٣٧٦، حدیث:٦٢٩٥)

مجھے بدکاری کی اجازت دیجئے

ایک نوجوان سرکارِ عالی وقار، مدینے کےتاجدار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور بدکاری کی اجازت مانگی۔ یہ سنتے ہی صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضوان جلال میں آ گئے اور اسے مارنا چاہا۔ رسولِ اکرم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم نے انہیں ایسا کرنے سے روکا اور نوجوان کو اپنے قریب بلا کر بٹھایا اور نہایت نرمی اور شفقت کے ساتھ سوال کیا: اے نوجوان! کیا تجھے پسند ہے کہ کوئی تیری ماں سے ایسا فعل کرے؟ اس نے عرض کی: میں اس کو کیسے رَوا رکھ سکتا ہوں؟ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: تو پھر دوسرے لوگ تیرے بارے میں اسے کیسے روا رکھ سکتے ہیں؟ پھر دریافت فرمایا: تیری بیٹی سے اگر اس طرح کیا جائے تو تُو اسے پسند کریگا؟ عرض کی: نہیں۔ فرمایا: اگر تیری بہن سے کوئی ایسی ناشائستہ حرکت کرے تو؟ اور اگر تیری خالہ سے کرے تو؟ اسی طرح آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم ایک ایک رشتے کے بارے میں سوال فرماتے رہے اور وہ جواب میں یہی کہتا رہا کہ مجھے پسند نہیں اور لوگ بھی رضامند نہیں ہوں گے۔ تب سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر دُعا کی: یاالٰہی عَزَّوَجَلَّ! اس کے دل کو پاک کردے، اس کی شرمگاہ کو بچالے اور اس کا گناہ بخش دے۔ اس کے بعد وہ نوجوان تمام عمر زنا سے بے زار رہا۔

(مسند احمد، حدیث ابی امامۃ الباھلی، ۸/۲۸۵، حدیث: ۲۲۲۷٤ ملخصًا)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

(26) اپنا بچہ سمجھ کر آپریشن کرنے کا صلہ

ایک خاتون کا بیان ہے کہ پاکستان کی ایک مشہور و معروف سرجن کا اکلوتا بیٹا جو مشکل سے چھ سال کا ہے میرے اسکول میں پڑھتا تھا، ایک صبح اچانک سر درد کی وجہ سے زور زور سے رونے لگا۔ پتہ چلا کہ اسے بہت تیز بخار بھی ہے. میں نے بچے کی والدہ سے بذریعہ موبائل رابطہ کرنے کی بہت کوشش کی مگر رابطہ نہ ہوسکا، ایک کے بعد ایک کال مگر بے فائدہ! دوسری طرف بچے کی حالت درد سے بگڑتی جارہی تھی۔ مجبوراً اپنی ذمہ داری پر ڈاکٹر کو بلوایا گیا، ڈاکٹر نے چیک کیا اور انجکشن لگا دیا۔ تھوڑی دیر بعد اسے سکون ملا تو وہ سو گیا۔ میں بار بار اسکی والدہ کے نمبر پر رابطے کی کوشش کرتی رہی مگر کوئی جواب نہ آیا۔ انکے اسپتال فون کیا تو پتہ چلا کہ وہ آپریشن میں مصروف ہیں۔ میں نے انکے نمبر پر ایک میسج بھیج دیا تاکہ وہ آپریشن سے فارغ ہوکر اسے لے جائیں۔ وہ بچہ میری گود میں سویا رہا۔ جب اسکی والدہ آئیں ان کا چہرہ تھکاوٹ سے زرد اور آنکھیں سرخ سوجی ہوئی تھی۔ اپنے بچے کو سکون سے سوتا دیکھ کر میرے پاس بیٹھ گئیں۔ انہوں نے بتایا کہ کئی گھنٹے سے وہ ایک بچے کا آپریشن کر رہی تھیں جو اپنے والدین کی اکلوتی اولاد ہے، اس دوران انہیں اپنے بچے کا خیال بھی آتا رہا کہ انکا اپنا بھی اکلوتا بچہ ہے۔ اسی لئے انہوں نے اسے اپنا بچہ سمجھ کر بڑی توجہ سے اسکا کامیاب آپریشن کیا۔ اسکے والدین بہت خوش ہیں۔ جب مجھے آپکا میسج ملا تو میری آنکھیں بھر آئی تھیں کہ میں کسی کے بچے کو اپنا سمجھ کر اسے بچانے کے لئے اتنی کوشش کرتی رہی مگر

میرا بیٹا پتہ نہیں اکیلا کتنی تکلیف میں ہوگا! پتانہیں کسی نے اسکو سنبھالا بھی ہوگا یا نہیں؟ مگر جب میں نے اسکو آپکی گود میں اتنے سکون سے سوتا دیکھا تو ساری پریشانی دور ہوگئی اوراس بات پر میرا یقین مضبوط ہوگیا کہ دنیا مُکافاتِ عمل ہے۔

اچھا کروگے اچھا ملے گا

فرمانِ مصطفٰی صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم ہے: دوسروں کے لئے عافیت طلب کرو تمہیں بھی عافیت نصیب ہوگی۔(الترغیب والترھیب، ۱۱۹/۳ ، حدیث : ۲۱۹۹ ، مطبوعۃ : دار الحدیث ۔ القاھرۃ)

مسلمان بھائی کے لئے دعائے خیر کا فائدہ

حضرتِ سیدنا ابودَرْدَاء رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسولُ اللّٰہ صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم کوفرماتے ہوئے سنا: مسلمان کی اپنے مسلمان بھائی کے لیے اس کی پسِ پشت دعا ضرور قبول ہے، اس کے سر کے پاس فرشتہ مقرر ہوتا ہے کہ وہ جب اپنے بھائی کے لیے دعا خیر کرتا ہے تو مقرر فرشتہ کہتا ہے: آمین اور تجھے بھی اس جیسا ملے۔(مسلم ،کتا ب الذکر والدعاء ،باب فضل الدعاء للمسلمین بظھر الغیب ،، ص۱٤٦٢ حدیث: ۲۷۳۲)

مُفَسِّرِ شَہِیر حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃُ الحنّان اِس حدیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں: یعنی تم مسلمان بھائی کے لیے دعا کروتو فرشتہ تمہارے لیے دعا کرے گا اگر تم نے فرشتہ کی دعا لینا ہے تو دوسروں کو دعا دو۔ بعض

بزرگ جب کوئی دعا کرنا چاہتے ہیں تو پہلے دوسروں کے لیے دعا کرتے ہیں اور اپنے لئے بھی جمع کے صیغہ سے دعا کرتے ہیں، ان عملوں کا ماخذ یہ حدیث ہے۔ یہ عمل بھی ہے کہ پہلے اپنے لئے دعا کرلے پھر دوسرے کے لئے رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ (یعنی اے میرے رب میری مغفرت فرما اور میرے والدین کی)۔ (مراۃ المناجیح،۳/۲۹۳)

دوسروں کی سلامتی مانگو تمہیں بھی سلامتی ملے گی

حضرت سیدنا ابو اسحاق شیرازی علیہ رحمۃُ اللّٰہِ القوی کو فقہائے کرام کے درمیان شیخِ مُطْلَق کہا جاتا ہے، اس کی وجہ یہ منقول ہے کہ آپ رحمۃُ اللّٰہ تعالٰی علیہ خواب میں سرکارِ دوعالم، نُورِ مجسَّم صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی زیارت سے مشرف ہوئے تو عرض کی: مجھے ایسے کلمات سکھایئے جن کی بدولت میں نجات پاسکوں۔ سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اے شیخ! دوسروں کے لئے سلامتی طلب کرو، تمہیں بھی سلامتی نصیب ہوگی۔ (فیض القدیر، ۱/۶۸۸)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

(27) ظالم اپنے انجام کو پہنچا

طبرستان کا ایک ظالم وبدکار بادشاہ شہر کی کنواری لڑکیوں کا گوہرِ عِصمت لُوٹا کرتا تھا۔ ایک دن اس نے ایک غریب بڑھیا کو پیغام بھجوایا کہ آج وہ اس کی بیٹی کے پاس آئے گا۔ یہ جان لیوا خبر سن کر غریب بڑھیا اس وقت کے مشہور ولی حضرت سیدنا شیخ ابو سعید قصّاب علیہ رَحمۃُ اللّٰہِ التّوّاب کی خدمت میں حاضر ہوئی اور رورو کر درد

دل بیان کرتے ہوئے دعا کی درخواست کی۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ولی نے دُکھیاری ماں کی فریاد سن کر اپنا سر جھکا لیا، پھر کچھ دیر بعد سر اُٹھا کر ارشاد فرمایا: محترمہ! اس علاقے میں زندہ لوگوں میں کوئی ایسا شخص نہیں جو مُستَجابُ الدَّعوَات ہو (یعنی جس کی ہر دعا قبول ہوتی ہو) ہاں! فلاں قبرستان میں آپ کو اِس اِس طرح کا ایک شخص ملے گا، وہ آپکی حاجت پوری کر سکتا ہے۔ بڑھیا قبرستان پہنچی تو وہاں ایک حسین وجمیل نوجوان نظر آیا جس کے نورانی وجود اور خوبصورت لباس سے نکلنے والی خوشبو نے سارے ماحول کو معطر کر رکھا تھا۔ بڑھیا نے سلام کے بعد آنے کا مقصد بتایا۔نوجوان نے بڑی توجہ سے ساری بات سنی پھر کہا: ''دوبارہ حضرت ابوسعید قصاب علیہ رَحمۃُ اللّٰہِ التَّوّاب کے پاس جا کر دعا کرایئے! ان کی دعا قبول ہوگی۔'' بڑھیا نے جھنجھلا کر کہا: ''عجیب بات ہے میری مشکل کوئی حل نہیں کر رہا، میں کہاں جاؤں؟ زندہ مجھے مُردوں کے پاس بھیجتا ہے اور مردہ زندہ کے پاس۔نوجوان نے کہا: ''وہاں جایئے! اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اب مسئلہ حل ہو جائے گا۔'' چنانچہ بڑھیا پھر حضرت سیدنا شیخ ابوسعید قصاب علیہ رَحمۃُ اللّٰہِ التَّوّاب کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ بڑھیا کی رُوداد سن کر آپ رَحمَۃُ اللّٰہ تعالٰی علیہ نے سر جھکا لیا، کچھ ہی دیر میں آپ رَحمَۃُ اللّٰہ تعالٰی علیہ کے جسم سے پسینہ ٹپکنے لگا، پھر ایک زوردار چیخ ماری اور بے ہوش ہو گئے۔ اچانک پورے شہر میں شور بَرپا ہوا: ''بادشاہ مرگیا، بادشاہ کی گردن ٹوٹ گئی۔'' ہوا یوں کہ جب وہ بدبخت بادشاہ بڑھیا کی بیٹی کی طرف چلا تو اچانک گھوڑے کو ٹھوکر لگی بادشاہ منہ کے بَل گرا اور فوراً ہی موت کے

گھاٹ اتر گیا اور یوں اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ! ایک ولیِ کامل کی دعا کی برکت سے لوگوں کو ایک ظالم و بدکار بادشاہ سے نجات مل گئی۔

پھر جب لوگوں نے حضرت سیدنا شیخ ابوسعید قصاب علیہ رَحمۃُ اللّٰہِ التَّوّاب سے پوچھا کہ بڑھیا کو قبرستان کیوں بھیجا گیا، پہلے ہی دعا کیوں نہ فرما دی گئی؟ تو ارشاد فرمایا: مجھے یہ بات پسند نہ تھی کہ میری بددعا سے کوئی ہلاک ہو، اس لئے میں نے اسے حضرت سیدنا خضر عَلٰی نَبِیِّناوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کے پاس بھیجا تھا۔ پھر انہوں نے اشارہ بھجوایا کہ ایسے بدکار وسَرکَش کے لئے بددعا کرنا جائز ہے، لہٰذا میں نے بددعا کی تو وہ اپنے انجام کو پہنچ گیا۔ (روض الریاحین، ص۲٦٦)

بادشاھوں کی بکھری ہوئی ھڈّیاں　　کہہ رہی ہیں نہ بننا کبھی حکمراں
اِحتِساب اِسکا گزرے گا تم پر گِراں　　حشر میں جب کہ جاؤ گے مر کر میاں

(وسائلِ بخشش، ص۶۵۵)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب !　　صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

بددعا نہ کرو

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اپنی جانوں، اپنی اولاد اور اپنے اَموال پر بددعا نہ کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ قبولیت کی گھڑی ہو اور بددعا قبول ہوجائے۔ (مسلم، کتاب الزھد والرقائق، باب حدیث جابر الطویل، ص۱٦۰٤، حدیث: ۳۰۰۹)

بددعا کرنے کے چند شرعی احکام

❁ اگر کسی کافر کے ایمان نہ لانے پر یقین یا ظن غالب ہو اور جینے سے دین کا نقصان ہو، یا کسی ظالم سے امید توبہ اور ترک ظلم کی نہ ہو اور اس کا مرنا تباہ ہونا خلق کے حق میں مفید ہو، ایسے شخص پر بددعا دُرست ہے۔ (فضائل دعاء، ص۱۸۷)

❁ کسی مسلمان کو یہ بددعا کہ تجھ پر خدا کا غضب نازل ہو! اور تو آگ یا دوزخ میں داخل ہو! نہ دے، کہ حدیث شریف میں اس کی ممانعت وارِد ہے۔ (ابو داود، کتاب الادب، باب فی اللعن، ٣٦٢/٤، حدیث: ٤٩٠٦) (فضائل دعاء، ص۲۰۳)

❁ اپنے اور اپنے احباب کے نفس واہل ومال ووَلَد (بچوں) پر بددعا نہ کرے! کیا معلوم کہ وقتِ اجابت ہو اور بعدِ وقوعِ بَلا (مصیبت میں مبتلا ہونے کے بعد) پھر ندامت ہو۔ (فضائل دعاء، ص۲۱۲)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

(28) مزدور کو زندہ جلانے والا خود بھی زندہ جل گیا

ایک وکیل کے بیان کا لبِّ لباب ہے کہ ہمارے علاقے میں جاگیرداروں کا ایک خاندان ہے، خاندان کا سربراہ بہت بڑے سرکاری عہدے سے ریٹائر ہونے کے بعد زمینوں کی دیکھ بھال کیا کرتا تھا۔ اس کے دو عجیب وغریب شوق تھے، ایک مہنگی گاڑی پر سیر سپاٹے کرنا اور دوسرا موٹی رقم اپنے پاس رکھنا اور وقتاً فوقتاً اسے گنتے رہنا۔

ایک دوپہر وہ اپنے ڈیرے پر موجود تھا کہ نامعلوم کس بات پر ایک مزارع (زمینوں پر کام کرنے والے مزدور) پر غصہ آ گیا، زمیندار نے ڈنڈا پکڑا اور اس کی پٹائی شروع کر دی۔اس بے چارے نے جان بچانے کے لئے بھاگ کر ایک جھونپڑے میں پناہ لی۔زمیندار نے باہر سے کنڈی لگا کر جھونپڑے کو آگ لگا دی، جھونپڑا گھاس پھونس اور لکڑی کا ہی تو تھا، چنانچہ دیکھتے ہی دیکھتے الاؤ کی شکل اختیار کر گیا۔کسی مائی کے لال میں جراءت نہیں تھی کہ زمیندار کی موجودگی میں آگے بڑھ کر اس غریب کی مدد کرتا لہٰذا وہ غریب جھونپڑے کے اندر ہی جل کر بھسم ہو گیا۔کسی نے زمیندار کے خلاف قانونی کاروائی کی ہمت نہیں کی، کچھ دن قرب و جوار میں سرگوشیوں کے انداز میں اس سانحے کا ذکر ہوا پھر خاموشی چھا گئی۔

اس کے چند ہفتوں بعد زمیندار کے گھٹنوں میں شدید تکلیف شروع ہو گئی، پہلے درد پھر سوجن اور پھر فالج کا مرض لاحق ہو گیا۔زمیندار کے لئے ہلنا جُلنا دوبھر ہو گیا، ملازم اسے بستر سے استنجا خانے لے جاتے اور واپس بستر پر ڈال دیتے۔اس کی زندگی بے رونق ہو گئی۔پھر مئی کا مہینہ آیا اور گندم کی کٹائی شروع ہو گئی۔زمیندار نے زمینوں پر جانے کی خواہش کا اظہار کیا کہ تھریشر سے گندم نکلتے ہوئے بھی دیکھ لوں گا، ہوا خوری بھی ہو جائے گی یوں میرا دل بہل جائے گا۔ملازموں نے اٹھا کر گاڑی میں ڈالا اور ڈرائیور لے کر چل دیا۔چلتے چلتے وہ ایسی جگہ پہنچے جہاں زمین پر گنے کے خشک پتے بکھرے ہوئے تھے جسے ''چھوئی'' کہتے ہیں۔تھریشر کے ذریعے گندم کے دانے

ایسی جگہ الگ کیے جا رہے تھے جہاں گاڑی لے جانا دشوار تھا، ڈرائیور نے زمیندار کو آگاہ کیا تو اس نے کہا کہ میں یہیں گاڑی میں بیٹھا ہوں تم جا کر دیکھو کہ کتنی گندم باقی ہے؟ ڈرائیور حکم کی تعمیل کے لئے چل پڑا۔ پیچھے زمیندار نے سگریٹ سلگایا اور جلتی ہوئی تیلی گاڑی سے باہر پھینک دی، مئی کا مہینہ چلچلاتی دھوپ اور گاڑی کے نیچے اور چاروں طرف ''چھوئی'' بکھری ہوئی تھی جو آگ پکڑنے کا بہانہ مانگتی ہے، گاڑی کے چاروں طرف آگ کا الاؤ بھڑک اٹھا، معذور زمیندار بھاگتا بھی تو کیسے! وہیں گاڑی کے ساتھ جل کر راکھ ہوگیا۔ بعد میں پتا چلا کہ یہ وہی جگہ تھی جہاں اس نے غریب مزدور کو جلا کر مارا تھا۔

جبکہ پیکِ اَجل روح لے جائیگا　　جسمِ بے جاں تڑپ کر ٹھہر جائیگا
لَحد میں کوئی تیری نہیں آئے گا　　تجھ کو دفنا کے ہر اِک پلٹ جائے گا

(وسائلِ بخشش، ص۵۵۳)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب !　　صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

(29) حضرت سیِّدُنا یحییٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کی شہادت

دمشق کے بادشاہ ''حداد بن حدار'' نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دی تھیں۔ پھر وہ چاہتا تھا کہ بغیر حلالہ اس کو واپس کر کے اپنی بیوی بنالے۔ اس نے حضرت سیِّدُنا یحییٰ عَلٰی نَبِیِّنا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام سے فتویٰ طلب کیا تو آپ عَلٰی نَبِیِّنا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام نے فرمایا کہ وہ اب تم پر حرام ہو چکی ہے اس کی بیوی کو یہ بات سخت ناگوار گزری اور وہ حضرت

سیّدُ نا یحییٰ عَلٰی نَبِیِّناوَعَلَیہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کےقتل کے درپے ہوگئی۔ چنانچہ اس نے بادشاہ کو مجبور کر کے قتل کی اجازت حاصل کرلی اور جب حضرت سیّدُ نا یحییٰ عَلٰی نَبِیِّناوَعَلَیہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام ''مسجد جبرون'' میں نماز پڑھ رہے تھے بحالت سجدہ ان کو قتل کرادیا اور ایک طشت میں ان کا سرمبارک اپنے سامنے منگوایا۔ مگر کٹے ہوئے سر مبارک میں سے اس حالت میں بھی یہی آواز آتی رہی کہ ''تو بغیر حلالہ کرائے بادشاہ کے لئے حلال نہیں'' اس عورت پر خدا عَزَّوَجَلَّ کا عذاب نازل ہوگیا اور وہ زمین میں دھنس گئی۔ [1]

(عجائب القرآن ص۲۹۲ والبدایہ والنھایہ، ۱/۵۱۰ ملتقطاً)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

(30) تابعی بزرگ کی شہادت

حضرت سیدنا سعید بن جبیر رضی اللہ تعالٰی عنہ بہت ہی جلیل القدر تابعی ہیں بلکہ بعض محدثین نے آپ کو خیر التابعین (تمام تابعین میں بہترین) لکھا ہے، آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ بصرہ کے ظالم گورنر حجاج بن یوسف ثقفی کو اس کی خلافِ شرع باتوں پر

مدینہ

[1] : ''دعوتِ اسلامی'' کے اِشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ ''بہارِ شریعت'' جلد 2 کے صفحہ نمبر 177 پر ہے ''حلالہ کی صورت یہ ہے کہ اگر عورت مَدْخُولہ ہے (یعنی جس سے جماع کیا گیا ہو) تو طلاق کی عِدّت پوری ہونے کے بعد عورت کسی اور سے نکاحِ صحیح کرے اور شوہر ثانی اس عورت سے وطی بھی کرلے اب اس شوہر ثانی کے طلاق یا موت کے بعد عِدّت پوری ہونے پر شوہرِ اوّل سے نکاح ہوسکتا ہے اور اگر عورت مَدْخُولہ نہیں ہے (یعنی اس سے جماع نہیں کیا گیا) تو پہلے شوہر کے طلاق دینے کے بعد فوراً دوسرے سے نکاح کرسکتی ہے کہ اس کے لئے عدت نہیں۔''

روک ٹوک کرتے رہتے تھے، اس لئے اس ظالم نے آپ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کو قتل کرادیا۔

آپ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کی شہادت کا واقعہ بڑا ہی عجیب وغریب ہے، حجاج نے پوچھا: سعید بن جبیر! بولو میں کس طریقے سے تمہیں قتل کروں؟ آپ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ نے فرمایا کہ جس طرح تو مجھے قتل کریگا قیامت کے دن اسی طریقے سے میں تجھے قتل کروں گا۔ حجاج نے کہا کہ تم مجھ سے معافی مانگ لو میں تمہیں چھوڑ دوں گا، آپ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ نے فرمایا: میں **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے سوا کسی دوسرے سے معافی نہیں مانگ سکتا۔ حجاج نے جھلا کر جلاد سے کہا: اس کو قتل کردے۔ آپ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ یہ سن کر ہنسنے لگے۔ حجاج نے تعجب سے پوچھا: اس وقت کس بات پر ہنس پڑے؟ آپ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ نے فرمایا: **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے سامنے تمہاری جراءت پر مجھے تعجب ہوا اور ہنسی آ گئی۔ آپ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ جلاّد کے سامنے قبلہ رُو کھڑے ہوگئے اور یہ آیت پڑھی:

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَاۤ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ﴿۷۹﴾ (پ۷،الانعام:۷۹)

ترجَمۂ کنزالایمان: میں نے اپنا منہ اس کی طرف کیا جس نے آسمان وزمین بنائے ایک اسی کا ہوکر اور میں مشرکوں میں نہیں۔

حجاج نے جلاد سے کہا: اس کا منہ قبلہ سے پھیر دے۔ تو آپ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ نے پڑھا:

فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ؕ (پ۱،البقرۃ:۱۱۵)

ترجَمۂ کنزالایمان: تو تم جدھر منہ کرو ادھر وجہُ اللّٰہ (خدا کی رحمت تمہاری طرف متوجہ) ہے۔

حجاج بولا: منہ کے بل زمین پر لٹا کر قتل کر ڈالو۔ جب جلاد نے آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کو منہ کے بل بحالتِ سجدہ لٹایا تو آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَ فِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَ مِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى ﴿٥٥﴾ ترجمۂ کنز الایمان: ہم نے زمین ہی سے تمہیں بنایا اور اسی میں تمہیں پھر لے جائیں گے اور اسی سے تمہیں دوبارہ نکالیں گے۔ (پ١٦، طٰہٰ: ٥٥)

جب جلاد نے خنجر اٹھایا تو آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے بلند آواز سے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ پڑھا اور یہ دعا مانگی کہ ''یَااللّٰہ عَزَّوَجَلَّ! میرے قتل کے بعد حجاج کو کسی مسلمان پر قابو نہ دے۔'' آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی یہ دعا مقبول ہوگئی اور آپ کی شہادت کے بعد حجاج صرف پندرہ رات زندہ رہا اور کسی مسلمان کو قتل نہ کرسکا۔ اس کے پیٹ میں کینسر ہوگیا تھا۔ طبیب بدبودار گوشت کی بوٹی کو دھاگے میں باندھ کر اس کے حلق میں ڈالتا تھا اور وہ اس کو گھونٹ جاتا تھا۔ پھر اس کو نکالتا تھا تو وہ بوٹی خون میں لپٹی ہوئی نکلتی تھی اور ان پندرہ راتوں میں حجاج کبھی سو نہیں سکا کیونکہ آنکھ لگتے ہی وہ خواب دیکھتا کہ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالٰی عنہ اس کی ٹانگ پکڑ کر گھسیٹ رہے ہیں، بس آنکھ کھل جاتی۔

(آئینۂ عبرت، ص٣٦)

ظلم سے چھٹکارے کی دعا کیوں نہیں کی؟

حضرت سیدنا سعید بن جبیر رضی اللہ تعالٰی عنہ مستجابُ الدعوات بزرگ

تھے۔آپ نے ایک مرغ پال رکھا تھا جس کی بانگ پر رات میں نماز کیلئے بیدار ہوا کرتے تھے۔ایک رات مرغ نے اپنے وقت پر بانگ نہ دی جس کے سبب حضرت سیدنا سعید بن جبیر رضی اللہ تعالٰی عنہ نماز کیلئے نہ اٹھ سکے۔یہ بات آپ پر گراں گزری اور آپ نے فرمایا: اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی آواز کو منقطع کرے! اسے کیا ہوا؟ آپ کی زبان سے ان الفاظ کا نکلنا تھا کہ اس کے بعد اس مرغ نے کبھی بانگ نہ دی۔آپ کی والدۂ محترمہ نے آپ سے فرمایا: بیٹا! آج کے بعد کسی چیز پر بددعا نہ کرنا۔اس قدر مقبول الدعا ہونے کے باوجود آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے حجاج بن یوسف کے ظُلم پر صَبْر کیا یہاں تک کہ آپ کو شہید کر دیا گیا لیکن آپ نے اس مصیبت سے چھٹکارے کیلئے دعا نہ کی۔(جامع العلوم والحکم، ص٤٥٨ بتصرف)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

(31) لالچی بیوی کا انجام

حضرتِ سیدنا شمْعُون رحمۃُ اللہ تعالٰی علیہ نے ہزار ماہ اِس طرح عِبادت کی کہ رات کو قِیام اور دِن کو روزہ رکھنے کے ساتھ ساتھ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں جہاد بھی کرتے۔وہ اِس قدَر طاقتور تھے کہ لوہے کی وَزنی اور مَضبوط زنجیروں کو اپنے ہاتھوں سے توڑ ڈالتے تھے۔کُفّارِ نابَکار نے جب دیکھا کہ حضرت شمْعُون رحمۃُ اللہ تعالٰی علیہ پر کوئی بھی حَربہ کارگر نہیں ہوتا تو باہم مشورہ کرنے کے بعد بَہُت سارے مال و دولت کا لالچ دیکر آپ رحمۃُ اللہ تعالٰی علیہ کی زَوجہ کو اِس بات پر آمادہ کرلیا کہ وہ کسی رات نیند کی

حالت میں پائے تو انہیں نِہایَت ہی **مضبوط رَسیّوں** سے خوب اچھّی طرح جکڑ کر اِن کے حوالے کردے۔ چُنانچِہ **بے وَفا بیوی** نے ایسا ہی کیا۔ جب آپ رحمۃُ اللّٰہ تعالٰی علیہ بیدار ہوئے اور اپنے آپ کو رَسیّوں سے بندھا ہوا پایا تو فوراً اپنے اَعضاء کو حَرَکت دی۔ دیکھتے ہی دیکھتے رسیّاں ٹوٹ گئیں اور آپ رحمۃُ اللّٰہ تعالٰی علیہ آزاد ہوگئے۔ پھر اپنی بیوی سے اِسْتِفسار کیا: مجھے کِس نے باندھا تھا؟ **بے وفا بیوی** نے وفاداری کی نَقلی اَداؤں سے جُھوٹ مُوٹ کہہ دیا کہ میں تو آپ کی **طاقت کا اندازہ** کررہی تھی کہ آپ اِن رسیّوں سے کِس طرح اپنے آپ کو آزاد کرواتے ہیں؟ بات رَفع دَفع ہوگئی۔ ایک بار ناکام ہونے کے باوُجُود **بے وفا بیوی** نے ہِمّت نہیں ہاری اور مُسَلسَل اِس بات کی تاک میں رہی کہ کب آپ رحمۃُ اللّٰہ تعالٰی علیہ پر نیند طاری ہو اور وہ اِنہیں باندھ دے۔ آخر کار ایک بار پھر موقع مل ہی گیا، لہٰذا جب آپ رحمۃُ اللّٰہ تعالٰی علیہ پر نیند کا غَلَبہ ہُوا تو اُس ظالِمہ نے نِہایَت ہی چالاکی کے ساتھ آپ رحمۃُ اللّٰہ تعالٰی علیہ کو **لوہے کی زنجیروں** میں اچھّی طرح جکڑ دیا۔ جُوں ہی آپ رحمۃُ اللّٰہ تعالٰی علیہ کی آنکھ کُھلی، ایک ہی جھٹکے میں زنجیر کی ایک ایک کڑی الگ کردی اور بآسانی آزاد ہوگئے۔ بیوی یہ منظر دیکھ کر سَٹپٹا گئی مگر پھر مَکّاری سے کام لیتے ہوئے وُہی بات دُہرادی کہ میں تو آپ کو آزما رہی تھی۔ دَورانِ گفتگو حضرتِ **شَمْعُون** رحمۃُ اللّٰہ تعالٰی علیہ نے اپنی بیوی کے آگے اپنا راز اِفشاء کردیا کہ مجھ پر **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کا بڑا کرم ہے اُس نے مجھے اپنی وِلایت کا شَرَف عِنایَت فرمایا ہے، مجھ پر دُنیا کی کوئی چیز اَثَر نہیں کرسکتی مگر

ہاں! ''میرے سَر کے بال'' ۔ چالاک عورت ساری بات سمجھ گئی۔ آخر ایک بار مَوقع پاکراُس نے آپ (رحمۃُ اللّٰہ تعالٰی علیہ) کو آپ ہی کے اُن آٹھ گیسوؤں سے باندھ دیا جن کی درازی زَمین تک تھی ۔ (یہ اگلی اُمّت کے بزرگ تھے، ہمارے آقا صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سنّتِ گیسو آدھے کان، پورے کان اور مبارک کندھوں تک ہے۔ فتاویٰ رضویہ میں ہے: شانوں سے نیچے ڈھلکے ہوئے عورتوں کے سے بال رکھنا حرام ہے۔ (فتاوی رضویہ،۲۱/۶۰۰) آپ رحمۃُ اللّٰہ تعالٰی علیہ نے آنکھ کھلنے پر بڑا زور لگایا مگر آزاد نہ ہوسکے۔ دُنیا کی دولت کے نشہ میں بَدمست بے وفا عورت نے اپنے نیک اور پارسا شوہر کو دشمنوں کے حوالے کردیا۔ کُفّارِ بَد اَطوار نے حضرتِ شَمْعُون (رحمۃُ اللّٰہ تعالٰی علیہ) کو ایک سُتُون سے باندھ دیا اور اِنتہائی بے دردی اور سَفّاکی سے اُن کے کان اور ہونٹ کاٹ دیئے، تمام کفار وہیں جمع تھے، تب اس مردِ مجاہد نے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے دعا کی کہ مجھے ان بندھنوں کو توڑنے کی قوت بخش دے اور ان کافروں پر یہ ستون مع چھت کے گرادے اور مجھے ان کے چنگل سے نجات دیدے چنانچہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے انہیں قوت عطا فرمائی وہ ہلے تو ان کے تمام بندھن ٹوٹ گئے، انہوں نے ستون کو ہلایا جس کی وجہ سے چھت کافروں پر آگری اور اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے ان سب کو ہلاک کردیا اور حضرتِ شَمْعُون (رحمۃُ اللّٰہ تعالٰی علیہ) کو ان سے نجات بخش دی۔ (مُکاشَفَۃُ القُلُوب،فی فضل لیلۃ القدر،ص۳۰۶، بتغیرٍ)

گناہ بے عَدَد اور جُرم بھی ہیں لاتعداد
معاف کردے نہ سہ پاؤں گا سزا یاربّ (وسائلِ بخشش ص۷۸)

(32) شیر نے سر چبا ڈالا

شہزادیٔ رسول حضرت سیِّدَتُنا ام کلثوم رضی اللہ تعالٰی عنہا پہلے ابولہب کے بیٹے "عُتَیْبَہ" کے نکاح میں تھیں لیکن ابولہب کے مجبور کر دینے سے بدنصیب عُتَیْبَہ نے ان کو رخصتی سے قبل ہی طلاق دے دی اور اس ظالم نے بارگاہِ نبوت میں انتہائی گستاخی بھی کی۔ یہاں تک کہ بدزبانی کرتے ہوئے حضور رحمۃٌ للعالمین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر جھپٹ پڑا اور آپ کے مقدّس پیراہن کو پھاڑ ڈالا۔ اس گستاخ کی بے ادبی سے آپ کے قلبِ نازُک پر انتہائی رنج وصدمہ گزرا اور جوشِ غم میں آپ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ نکل گئے کہ "**یا اللہ** عَزَّوَجَلَّ! اپنے کتوں میں سے کسی کتے کو اس پر مسلط فرما دے۔" اس دعائے نبوی کا یہ اثر ہوا کہ ابولہب اور عُتَیْبَہ دونوں تجارت کے لئے ایک قافلے کے ساتھ ملک شام گئے اور مقامِ "زَرْقا" میں ایک راہب کے پاس رات میں ٹھہرے۔ راہب نے قافلہ والوں کو بتایا کہ یہاں درندے بہت ہیں، آپ لوگ ذرا ہوشیار ہو کر سوئیں۔ یہ سن کر ابولہب نے قافلہ والوں سے کہا کہ اے لوگو! محمد (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) نے میرے بیٹے عُتَیْبَہ کے لئے ہلاکت کی دعا کر دی ہے۔ لہٰذا تم لوگ تمام تجارتی سامانوں کو اکٹھا کر کے اس کے اوپر عُتَیْبَہ کا بستر لگا دو اور سب لوگ اس کے اردگرد چاروں طرف سو جاؤ تا کہ میرا بیٹا درندوں کے حملہ سے محفوظ رہے۔ چنانچہ قافلہ والوں نے عُتَیْبَہ کی حفاظت کا پورا پورا بندوبست کیا لیکن رات میں بالکل اچانک ایک شیر آیا اور سب کو سونگھتے ہوئے کود کر

عُتَیْبَہ کے بستر پر پہنچا اور اس کے سر کو چبا ڈالا۔ لوگوں نے ہر چند شیر کو تلاش کیا مگر کچھ بھی پتا نہیں چل سکا کہ یہ شیر کہاں سے آیا تھا اور کدھر چلا گیا؟

(شرح الزرقانی، فی ذکر اولادہ الکرام، ٤/٣٢٥)

نہ اٹھ سکے گا قیامت تلک خدا کی قسم

کہ جس کو تم نے نظر سے گرا کے چھوڑ دیا

خدا کی شان دیکھئے کہ ابولہب کے دونوں بیٹوں عُتْبَہ اور عُتَیْبَہ نے حضورِ اکرم صلّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم کی دونوں شہزادیوں کو اپنے باپ کے مجبور کرنے سے طلاق دے دی مگر عتبہ نے چونکہ بارگاہِ نبوت میں کوئی گستاخی اور بے ادبی نہیں کی تھی اس لئے وہ قہرِ الٰہی میں مبتلا نہیں ہوا بلکہ فتح مکہ کے دن اس نے اور اس کے ایک دوسرے بھائی ''مُعَتِّب'' دونوں نے اسلام قبول کرلیا اور دستِ اقدس پر بیعت کر کے شرفِ صحابیت سے سرفراز ہو گئے۔ ''عُتَیْبَہ'' نے چونکہ بارگاہِ اقدس میں گستاخی و بے ادبی کی تھی اس لئے وہ قہرِ قہار وغضبِ جبّار میں گرفتار ہو کر کفر کی حالت میں ایک خونخوار شیر کے حملے کا شکار بن گیا۔ (والعیاذ باللّٰہ تعالٰی منہ) (سیرت مصطفٰی، ص ٦٩٥)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

(33) ظلم کا انجام

ابو نصر محمد بن مَروان ایک کُردی کے ہمراہ کھانا کھا رہا تھا، دستر خوان پر دو بھنے ہوئے چکور بھی موجود تھے۔ کردی نے ایک چکور اٹھایا اور ہنسنا شروع کر دیا۔

ابونصر محمد بن مروان نے اس سے ہنسنے کا سبب دریافت کیا تو کردی کہنے لگا کہ میں جب جوان تھا تو چور تھا۔ ایک روز میں نے ایک تاجر کو ہدف بنایا اور اس کو قتل کرنے لگا۔ یہ دیکھ کر تاجر نے گڑگڑاتے ہوئے اپنی جاں بخشی کی درخواست کی لیکن میں باز نہ آیا۔ جب اس نے دیکھا کہ میں اسے قتل کر کے رہوں گا تو وہ یکا یک پہاڑ پر بیٹھے دو چکوروں کی طرف دیکھنے لگا اور ان سے کہنے لگا کہ تم دونوں گواہ ہو جاؤ یہ آدمی مجھ کو ظلماً ہلاک کر رہا ہے۔ پھر میں نے اس کو قتل کر دیا۔ جس وقت مجھے کھانے میں ان دو چکوروں کی جھلک دکھائی دی تو مجھے اس تاجر کی بیوقوفی پر ہنسی آئی جو کہ دو چکوروں کو میرے خلاف گواہ بنا رہا تھا۔ کُردی کی یہ بات سن کر ابونصر بن مروان نے کہا: بخدا! ان دونوں چکوروں نے تیرے خلاف ایسے شخص کے پاس گواہی دی ہے، جس کے پاس گواہی دینا مفید بھی ہے اور وہ تمہیں سزا بھی دے سکتا ہے۔ پھر ابونصر بن مروان نے کُردی کا سر قلم کرنے کا حکم جاری کر دیا۔ (حیاۃ الحیوان، ۱/۳۲٤)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

(34) ایک ٹانگ کٹ گئی

حضرتِ علّامہ کمالُ الدّین دَمیری علیہ رَحمَۃُ اللّٰہِ القوی نَقل کرتے ہیں: ''زَمَخْشَری'' (جو کہ مُعتزِلی فرقے کا ایک مشہور عالم گزرا ہے اُس) کی **ایک ٹانگ کٹی ہوئی تھی**، لوگوں کے پوچھنے پر اُس نے انکشاف کیا کہ یہ **میری ماں کی بددُعا** کا نتیجہ ہے، قِصّہ یوں ہوا کہ میں نے بچپن میں ایک **چڑیا** پکڑی اور اُس کی ٹانگ میں ڈوری

باندھ دی، اِتّفاق سے وہ میرے ہاتھ سے چھوٹ کر اُڑتے اُڑتے ایک دیوار کی دراڑ میں گُھس گئی مگر ڈوری باہَر ہی لٹک رہی تھی، میں نے ڈوری پکڑ کر زور سے کھینچی تو چِڑیا پھڑکتی ہوئی باہَر نکل پڑی مگر بے چاری کی **ٹانگ** ڈوری سے کٹ چکی تھی، **میری ماں** نے یہ دردناک منظر دیکھا تو صدمے سے تڑپ اُٹھی اور اُس کے منہ سے میرے لئے یہ **بددُعا** نکل گئی: ''جس طرح تو نے اِس بے زَبان کی ٹانگ کاٹ ڈالی، **اللہ** تَعَالٰی تیری ٹانگ کاٹے۔'' بات آئی گئی ہوگئی، کچھ عرصے کے بعد تحصیلِ علم کیلئے میں نے ''بُخارا'' کا سفر اختیار کیا، اِثنائے راہ سُواری سے گر پڑا، **ٹانگ** پر شدید چوٹ لگی، ''بُخارا'' پہنچ کر کافی علاج کیا مگر تکلیف نہ گئی، بالآخر ٹانگ **کٹوانی پڑی**۔

(حیاۃُ الحیوان، ۲/ ۱۶۳)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

(35) پُراسرار معذور

حضرتِ سیِّدُنا ابُو قِلابَہ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کا بیان ہے کہ میں نے مُلکِ شام میں ایک آدَمی دیکھا جو بار بار یہ صدا لگا رہا تھا: ''ہائے افسوس! میرے لئے جہنَّم ہے۔'' میں اُٹھ کر اس کے پاس گیا تو یہ دیکھ کر حیران رَہ گیا کہ اس کے دونوں ہاتھ پاؤں کٹے ہوئے ہیں، دونوں آنکھوں سے اندھا ہے اور مُنہ کے بل زمین پر اَوندھا پڑا ہوا بار بار یہی کہے جا رہا ہے کہ ''ہائے افسوس! میرے لئے جہنَّم ہے۔'' میں نے اس سے پوچھا کہ اے آدمی! کیوں اور کس بِناء پر تُو یہ کہہ رہا ہے؟ یہ سُن کر اس نے کہا: اے

شخص! میرا حال نہ پوچھ، میں ان بدنصیبوں میں سے ہوں جو امیرالمؤمنین حضرتِ سیِّدُ نا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ کو شہید کرنے کے لئے آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے مکان میں داخل ہوگئے تھے، میں جب تلوار لے کر قریب پہنچا تو آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی زوجۂ محترمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا مجھے زور زور سے ڈانٹنے لگیں تو میں نے غصّے میں آکر بی بی صاحِبہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کو تھپڑ مار دیا! یہ دیکھ کر امیرُ المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے تڑپ کر یہ دعا مانگی: ''**اللہ تعالٰی تیرے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کاٹے، تجھے اندھا کرے اور تجھ کو جہنّم میں جھونک دے۔**'' اے شخص! امیرُ المؤمنین رضی اللہ تعالٰی عنہ کے پُرجلال چہرے کو دیکھ کر اور ان کی اس قاہِرانہ دعا کو سن کر میرے بدن کا ایک ایک رُونگٹا کھڑا ہو گیا اور میں خوف سے کانپتا ہوا وہاں سے بھاگ کھڑا ہوا۔ میں **امیرُ المؤمنین** رضی اللہ تعالٰی عنہ **کی چار دُعاؤں میں سے تین کی زَد میں تو آچکا ہوں**، تم دیکھ ہی رہے ہو کہ میرے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کٹ چکے اور آنکھیں بھی اندھی ہوچکیں، آہ! اب صِرف چوتھی دعا یعنی میرا جہنّم میں داخِل ہونا باقی رہ گیا ہے۔ (الرّیاض النضرۃ فی مناقِب العَشرۃ، جُزء: ۳، ص ۴۱)

عداوت اور کینہ ان سے جو رکھتا ہے سینے میں
وہی بدبخت ہے ملعون ہے مردود شیطانی (وسائل بخشش، ص ۵۸۵)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

(36) جیسی کرنی ویسی بھرنی

حضرتِ سیِّدُنا ابوصالح رحمۃُ اللّٰہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: صحابی رسول حضرتِ سیِّدُنا ابوعبداللّٰہ خبّاب بن اَرَتّ تمیمی رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ لوہار کا کام کرتے تھے اور مسلمان ہوچکے تھے۔ رسولُ اللّٰہ صلّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم ان سے محبت فرماتے اور ان کے پاس تشریف لے جاتے تھے۔ اس بات کی خبر آپ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کی مالکہ "اُمِّ اَنْمار" کو ہوگئی، لٰہذا وہ سزا کے طور پر لوہا لے کر دہکاتی اور اسے آپ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کے سر پر رکھا کرتی۔ آپ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ نے بارگاہ نبوی صلّی اللّٰہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلّم میں فریاد کی۔ آپ صلّی اللّٰہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلّم نے دعا فرمائی: اے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ! خبّاب کی مدد فرما۔ دعا کی قبولیت کا ظہور یوں ہوا کہ آپ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کی مالکہ کے سر میں کوئی بیماری ہوگئی، جس کی تکلیف کی وجہ سے وہ کتے کی طرح چلایا کرتی تھی۔ کسی نے اسے یہ علاج بتایا کہ اپنے سر کو لوہے کی گرم سلاخوں سے داغو۔ اس نے آپ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کو یہ کرنے کا حکم دیا۔ یوں آپ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ لوہا دہکاتے اور اس کا سر داغا کرتے تھے۔ (اسد الغابۃ، رقم الترجمہ: ۱۴۰۷، خباب بن الارت ۲/۱۴۲)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

(37) قرآن کریم بھلا دیا گیا

حافِظ ابوعَمْرو مدرَسے میں قرانِ پاک پڑھاتے تھے، ایک بار ایک خوبصورت لڑکا پڑھنے کیلئے آ گیا، اُس کی طرف گندی لذّت کے ساتھ دیکھتے ہی اُن کو

سارا قراٰن شریف بُھلا دیا گیا، خوب توبہ کی اور روتے ہوئے مشہور تابِعی بُزُرگ حضرتِ سیِّدُنا **حسن بصری** عَلَیہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی کی بارگاہ میں حاضر ہوکررُوداد عرض کرکے طالبِ دُعا ہوئے۔ فرمایا: اِسی سال **حج** کی سعادت حاصل کرو اور **مِنٰی** شریف کی **مسجدُ الخَیف** شریف میں جا کر وہاں **پیش امام** سے دعا کرواؤ۔ چنانچِہ (سابِقہ) حافِظ صاحِب نے حج کیا اور **مسجدُ الْخَیف** شریف میں ظُہر سے پہلے حاضِر ہوگئے، ایک نورانی چہرے والے بوڑھے پیش امام صاحِب لوگوں کے جُھرمَٹ کے اندر مِحراب میں تشریف فرما تھے۔ کچھ دیر کے بعد ایک صاحِب تشریف لائے، بَشُمُول امام صاحِب سب نے کھڑے ہوکر ان کا استِقبال کیا، نو وارِد (نئے آنیوالے صاحِب) بھی اسی حلقے میں بیٹھ گئے۔ اذان ہوئی اور نمازِ ظُہر کے بعد لوگ مُنتَشِر ہوگئے۔ پیش امام صاحِب کو تنہا پا کر (سابِقہ) حافِظ صاحِب آگے بڑھے اور سلام و دست بوسی کے بعد روتے ہوئے مُدَّعا عرض کر کے دُعا کی اِلتِجا کی، **پیش امام صاحِب کے دُعا کرتے ہی سارا قراٰنِ مجید پھر حفظ ہوگیا،** امام صاحِب نے پوچھا: تمہیں میرا پتا کس نے بتایا؟ عرض کی: حضرتِ سیِّدُنا **حسن بصری** (عَلَیہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی) نے۔ فرمانے لگے: اچّھا! اُنھوں نے میرا پردہ فاش کیا ہے، اب میں بھی اُن کا راز کھولتا ہوں، سنو! ظُہر سے پہلے جن صاحِب کی آمد پر اُٹھ کر سب نے تعظیم کی تھی وہ حضرتِ سیِّدُنا **حسن بصری** (عَلَیہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی) تھے! وہ اپنی **کرامت** سے بصرہ سے یہاں مِنٰی شریف کی **مسجدُ الْخَیف** میں تشریف لاکر روزانہ نمازِ ظہر ادا فرماتے ہیں۔ (تذکرۃ الاولیاء، ذکر حسن بصری،

جزء:۱،ص۴۰ ماخوذاً) **اللہ** عَزَّوَجَلَّ **کی اُن پر رَحمت ہو اور اُن کے صَدقے ہماری بے حساب مغفِرت ہو۔**

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

حافِظے کی تباھی کا ایک سبب

اے دیدارِ مدینہ کے آرزومند عاشِقانِ رسول! دیکھا آپ نے! **اَمرَد** کی طرف ''گندی لذّت'' کے ساتھ دیکھنے سے **حافِظہ** بھی تباہ ہوسکتا ہے۔ آج کل یادداشت کی کمی کی شکایت عام ہے، حُفّاظ کی بھی ایک تعداد حافِظے کی کمزوری کی آفت میں مبتَلا ہے اور بَہُت سوں کوتو قرانِ پاک ہی بُھلا دیا جاتا ہے (قران شریف یافُلاں آیت ''بھول'' گیا کہنے کے بجائے ''بُھلا دیا گیا'' کہنا چاہئے) بدنِگاہی اور **T.V.** وغیرہ پر فلمیں ڈِرامے دیکھنا گناہ وحرام اور جہنَّم میں لے جانے والا کام ہے اوراس سے **حافِظہ** بھی کمزور ہوجاتا ہے۔ حافِظہ کمزور ہونے کے اور بھی کئی اسباب ہیں لہٰذا خبردار! کسی حافِظ صاحِب کی منزِل کمزور ہونے کی صورت میں مَحض اپنی اٹکل سے یہ ذِہن بنالینا کہ بدنِگاہی کے سبب ایسا ہوا ہے، **بدگُمانی** ہے اور مسلمان پر بدگمانی حرام اور جہنَّم میں لیجانے والا کام ہے۔

؎ یا الٰہی! رنگ لائیں جب مِری بے باکیاں
ان کی نیچی نیچی نظروں کی حیاء کا ساتھ ہو (حدائقِ بخشش،ص۱۳۳)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

(38) خوفناک ڈاکو

شیخ عبداللہ شافعی علیہ رحمۃ اللہِ القوی اپنے سفرنامے میں لکھتے ہیں: ایک بار میں شہر بصرہ سے ایک قَریہ (یعنی گاؤں) کی طرف جارہا تھا۔ دوپہر کے وقت یکایک ایک **خوفناک ڈاکو** ہم پر حملہ آور ہوا، میرے رفیق (یعنی ساتھی) کو اس نے شہید کرڈالا، ہمارا مال ومَتاع چھین کر میرے دونوں ہاتھ رسّی سے باندھے، مجھے زمین پر ڈالا اور فرار ہوگیا۔ میں نے جوں توں ہاتھ کھولے اور چل پڑا مگر پریشانی کے عالَم میں رستہ بھول گیا، یہاں تک کہ رات آگئی۔ ایک طرف آگ کی روشنی دیکھ کر میں اُسی سَمْت چلدیا، کچھ دیر چلنے کے بعد مجھے ایک خَیمہ نظر آیا، میں شدّتِ پیاس سے نڈھال ہوچکا تھا، لہٰذا خَیمے کے دروازے پر کھڑے ہوکر میں نے صدا لگائی: **اَلْعَطَش! اَلْعَطَش!** یعنی ''ہائے پیاس! ہائے پیاس!'' اِتّفاق سے وہ خیمہ اُسی **خوفناک ڈاکو** کا تھا! میری پکار سن کر بجائے پانی کے ننگی تلوار لئے وہ باہَر نکلا اور چاہا کہ ایک ہی وار میں میرا کام تمام کردے، اُس کی بیوی آڑے آئی مگر وہ نہ مانا اور مجھے گھسیٹتا ہوا دور جنگل میں لے آیا اور میرے سینے پر چڑھ گیا میرے گلے پر تلوار رکھ کر مجھے ذَبح کرنے ہی والا تھا کہ یکایک جھاڑیوں کی طرف سے ایک شیر دَہاڑتا ہوا برآمد ہوا، شیر کو دیکھ کر خوف کے مارے ڈاکو دُور جاگرا، شَیر نے جھپٹ کر اُسے چیر پھاڑ ڈالا اور جھاڑیوں میں غائب ہوگیا۔ میں اس غیبی امداد پر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا شکر بجالایا۔ (ظلم کا انجام، ص۲)

ع سچ ہے کہ بُرے کام کا انجام برا ہے

ظالم کو مُہلَت ملتی ہے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے! **ظلم کا انجام** کس قدر بھیانک ہے۔ حضرت سیِّدُنا شیخ محمد بن اسمٰعیل بخاری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الباری "**بُخاری شریف**" میں نقل کرتے ہیں: حضرتِ سیِّدُنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے، سرکارِمدینۂ منوّرہ، سردارِمکّۂ مکرّمہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: بے شک **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ظالم کو مُہلَت دیتا ہے یہاں تک کہ جب اس کو اپنی پکڑ میں لیتا ہے تو پھر اس کو نہیں چھوڑتا۔ یہ فرما کر سرکارِنامدار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے پارہ 12 سورۂ ھُود کی آیت 102 تلاوت فرمائی:

وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَاۤ اَخَذَ الْقُرٰى وَهِیَ ظَالِمَةٌؕ اِنَّ اَخْذَهٗۤ اَلِیْمٌ شَدِیْدٌ ﴿۱۰۲﴾

ترجَمۂ کنزالایمان: اور ایسی ہی پکڑ ہے تیرے رب کی جب بستیوں کو پکڑتا ہے ان کے ظلم پر۔ بے شک اس کی پکڑ دردناک کرّی ہے۔

(بخاری، کتاب التفسیر، باب وکذٰلك اخذ ربك...الخ، ۳/۲۴۷، حدیث:٤٦٨٦)

دہشت گردوں، لٹیروں، قتل و غارتگری کا بازار گرم کرنے والوں کو بیان کردہ حکایت سے عبرت حاصل کرنی چاہیے، انہیں اپنے انجام سے بے خبر نہیں رہنا چاہیے کہ جب دنیا میں بھی قہر کی بجلی گرتی ہے تو اس طرح کے ظالم لوگ کُتّے کی موت مارے جاتے ہیں اور ان پر دو آنسو بہانے والا بھی کوئی نہیں ہوتا۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

(39) زبان لٹک کر سینے پر آ گئی

بَلْعَمْ بِنْ بَاعُوْرَاء اپنے دور کا بہت بڑا عالم اور عابد وزاہد تھا۔ اس کو اسمِ اعظم کا بھی علم تھا۔ یہ اپنی جگہ بیٹھا ہوا اپنی روحانیت سے عرشِ اعظم کو دیکھ لیا کرتا تھا۔ بہت ہی مستجاب الدعوات تھا کہ اس کی دعائیں بہت زیادہ مقبول ہوا کرتی تھیں۔ اس کے شاگردوں کی تعداد بھی بہت زیادہ تھی۔ مشہور یہ ہے کہ اس کی درسگاہ میں طالب علموں کی صرف دواتیں 12 ہزار تھیں۔ جب حضرتِ سیِّدُنا موسیٰ عَلٰی نَبِیِّناوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام ''قومِ جبارین'' سے جہاد کرنے کے لئے بنی اسرائیل کے لشکروں کو لے کر روانہ ہوئے تو بلعم بن باعوراء کی قوم اس کے پاس گھبرائی ہوئی آئی اور کہا کہ حضرت موسیٰ (علیہ السلام) بہت ہی بڑا اور نہایت ہی طاقتور لشکر لے کر حملہ آور ہونے والے ہیں، وہ یہ چاہتے ہیں کہ ہم لوگوں کو ہماری زمینوں سے نکال کر یہ زمین اپنی قوم بنی اسرائیل کو دے دیں۔ اس لئے (مَعَاذَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ) آپ موسیٰ (عَلٰی نَبِیِّناوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام) کے لئے ایسی بددعا کر دیجئے کہ وہ شکست کھا کر واپس چلے جائیں، آپ چونکہ مستجاب الدعوات ہیں اس لئے آپ کی دعا ضرور مقبول ہو جائے گی۔ یہ سن کر بلعم بن باعوراء کانپ اٹھا اور کہنے لگا: تمہارا ناس ہو، خدا کی پناہ! حضرت موسیٰ (علیہ السلام) اللہ عَزَّوَجَلَّ کے رسول ہیں اور ان کے لشکر میں مومنوں اور فرشتوں کی جماعت ہے ان پر بھلا میں کیسے اور کس طرح بددعا کر سکتا ہوں؟ لیکن اس کی قوم نے رو رو کر اور گڑ گڑا کر اس طرح اِصرار کیا کہ اس کو کہنا پڑا کہ اِستخارہ کر لینے کے بعد اگر مجھے اجازت مل گئی تو

بددعا کردوں گا۔ جب اِستخارے میں بددعا کی اجازت نہیں ملی تو اس نے صاف صاف جواب دے دیا کہ اگر میں بددعا کروں گا تو میری دنیا وآخرت دونوں برباد ہو جائیں گی۔ اب کی بار اس کی قوم نے بہت سے گراں قدر ہدایا اور تحائف اس کے سامنے رکھے اور بددعا کرنے پر بے پناہ اِصرار کیا۔ یہاں تک کہ بلعم بن باعوراء پر **حرص و لالچ** کا بھوت سوار ہو گیا اور وہ مال کے جال میں پھنس کر ان کی خواہش پوری کرنے پر تیار ہو گیا اور اپنی گدھی پر سوار ہو کر بددعا کے لئے چل پڑا۔ راستے میں بار بار اس کی گدھی ٹھہر جاتی اور منہ موڑ کر بھاگ جانا چاہتی تھی مگر یہ اس کو مار مار کر آگے بڑھاتا رہا۔ یہاں تک کہ گدھی کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے گویائی کی طاقت عطا فرمائی اور اس نے کہا: افسوس! اے بلعم! تُو کہاں اور کدھر جا رہا ہے؟ دیکھ! میرے آگے فرشتے ہیں جو میرا راستہ روکتے اور میرا منہ موڑ کر مجھے پیچھے دھکیل رہے ہیں۔ اے بلعم! تیرا برا ہو کیا تُو **اللہ** کے نبی اور مومنین کی جماعت پر بددعا کرے گا؟ مگر بلعم بن باعوراء کی آنکھوں پر لالچ کی پٹی بندھ چکی تھی لہٰذا وہ گدھی کی تنبیہ سن کر بھی واپس نہیں ہوا اور ''حُسْبَان'' نامی پہاڑ پر چڑھ گیا اور بلندی سے حضرتِ سیِّدُنا موسیٰ عَلٰی نَبِیِّنا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کے لشکروں کو بغور دیکھا اور بددعا شروع کر دی۔ لیکن خدا عَزَّوَجَلَّ کی شان دیکھئے کہ وہ حضرتِ سیِّدُنا موسیٰ عَلٰی نَبِیِّنا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کے لئے بددعا کرتا تھا مگر اس کی زبان پر اس کی اپنی قوم کے لئے بددعا جاری ہو جاتی تھی۔ یہ دیکھ کر کئی مرتبہ اس کی قوم نے ٹوکا کہ اے بلعم! تم تو اُلٹی بددعا کر رہے ہو۔ کہنے لگا: میں کیا کروں! میں بولتا کچھ اور

ہوں اور میری زبان سے کچھ اور ہی نکلتا ہے! پھر اچانک اس پر غضبِ الٰہی نازل ہوا اور اس کی **زبان لٹک کر اس کے سینے پر آ گئی**۔ اس وقت بلعم بن باعوراء نے اپنی قوم سے رو کر کہا: افسوس میری دنیا و آخرت دونوں تباہ و برباد ہو گئیں، میرا ایمان جاتا رہا اور میں قہرِ قہار و غضبِ جبار میں گرفتار ہو گیا ہوں۔ جاؤ! اب میری کوئی دعا قبول نہیں ہو سکتی۔ (تفسیر صاوی، پ۹، الاعراف، تحت الآیۃ:۱۷۵، ۲/۷۲۷ ملخصًا)

کس کے در پر میں جاؤں گا مولا
گر تُو ناراض ہو گیا یارب (وسائلِ بخشش ص۸۰)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

(40) قارون کا انجام

قارون حضرتِ سیِّدُنا موسیٰ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے چچا ''یَصْہَر'' کا بیٹا تھا۔ بہت ہی شکیل اور خوبصورت آدمی تھا۔ اسی لئے لوگ اُس کے حسن و جمال سے متاثر ہو کر اُس کو ''مُنَوَّر'' کہا کرتے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ اُس میں یہ کمال بھی تھا کہ وہ بنی اسرائیل میں ''تورات'' کا بہت بڑا عالم، اور بہت ہی ملنسار و بااخلاق انسان تھا اور لوگ اُس کا بہت ہی ادب و احترام کرتے تھے لیکن بیشمار دولت اُس کے ہاتھ میں آتے ہی اُس کے حالات میں ایک دَم تَغَیُّر پیدا ہو گیا اور سامری کی طرح مُنافِق ہو کر حضرتِ سیِّدُنا موسیٰ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا بہت بڑا دشمن ہو گیا اور بہت زیادہ متکبر اور مغرور ہو گیا۔ جب زکوٰۃ کا حکم نازل ہوا تو اُس

نے آپ عَلٰی نَبِیِّنا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کے روبرو یہ عہد کیا کہ وہ اپنے تمام مالوں میں سے ہزارہواں حصہ زکوٰۃ نکالے گا مگر جب اُس نے مالوں کا حساب لگایا تو ایک بہت بڑی رقم زکوٰۃ کی نکلی۔ یہ دیکھ کر اس پر ایک دم حِرص و بخل کا بھوت سوار ہو گیا اور نہ صرف زکوٰۃ کا مُنکِر ہو گیا بلکہ عام طور پر بنی اسرائیل کو بہکانے لگا کہ حضرت موسیٰ (علیہ السلام) اس بہانے تمہارے مالوں کو لے لینا چاہتے ہیں۔ یہاں تک کہ حضرت موسیٰ (علیہ السلام) سے لوگوں کو بَرگَشتہ (یعنی خلاف) کرنے کے لئے اُس خبیث نے یہ گندی اور گھناؤنی چال چلی کہ ایک بے شرم عورت کو بہت زیادہ مال و دولت دے کر آمادہ کرلیا کہ وہ آپ پر بدکاری کا الزام لگائے۔ چنانچہ عین اُس وقت جب کہ حضرتِ سیِّدُنا موسیٰ عَلٰی نَبِیِّنا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام وعظ فرما رہے تھے۔قارون نے آپ کو ٹوکا کہ آپ نے فلانی عورت سے بدکاری کی ہے۔آپ عَلٰی نَبِیِّناوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام نے فرمایا کہ اُس عورت کو میرے سامنے لاؤ۔ چنانچہ وہ عورت بلائی گئی تو حضرتِ سیِّدُ نا موسیٰ عَلٰی نَبِیِّناوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام نے فرمایا: اے عورت! اُس **اللّٰہ** کی قسم! جس نے بنی اسرائیل کے لئے دریا کو پھاڑ دیا اور عافیت و سلامتی کے ساتھ دریا کے پار کرا کر فرعون سے نجات دی، سچ سچ کہہ دے کہ **اصل بات کیا ہے؟** وہ عورت سہم کر کانپنے لگی اور اس نے مجمعِ عام میں صاف صاف کہہ دیا: اے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے نبی! مجھ کو قارون نے کثیر دولت دے کر آپ پر **بہتان** لگانے کے لئے آمادہ کیا ہے۔ حضرتِ سیِّدُ نا موسیٰ عَلٰی نَبِیِّنا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام آبدیدہ ہو کر سجدے میں گر گئے اور بحالتِ سجدہ آپ نے یہ

دعا مانگی کہ **یااللہ** عَزَّوَجَلَّ! قارون پر اپنا **قہر وغضب** نازل فرمادے۔ پھر آپ عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے لوگوں سے فرمایا کہ جو قارون کا ساتھی ہو وہ قارون کے ساتھ ٹھہرا رہے اور جو میرا ساتھی ہو وہ قارون سے جدا ہو جائے۔ چنانچہ دو خبیثوں کے سوا تمام بنی اسرائیل قارون سے الگ ہو گئے۔

پھر حضرتِ سیِّدُ نا موسیٰ عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے زمین کو حکم دیا کہ اے زمین! تو اس کو پکڑ لے تو قارون ایک دم گھٹنوں تک زمین میں دھنس گیا پھر آپ نے دوبارہ زمین سے یہی فرمایا تو وہ کمر تک زمین میں دھنس گیا۔ یہ دیکھ کر قارون رونے اور بلبلانے لگا اور قرابت ورشتہ داری کا واسطہ دینے لگا مگر آپ عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اس پر توجُّہ نہیں فرمائی یہاں تک کہ وہ بالکل زمین میں دھنس گیا۔ دو منحوس آدمی جو قارون کے ساتھی ہوئے تھے، لوگوں سے کہنے لگے کہ حضرت موسیٰ (علیہ السلام) نے قارون کو اِس لئے دھنسا دیا ہے تا کہ قارون کے مکان اور اُس کے خزانوں پر خود قبضہ کرلیں۔ یہ سن کر آپ عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے دعا مانگی کہ قارون کا مکان اور خزانہ بھی زمین میں دھنس جائے۔ چنانچہ قارون کا مکان جو سونے کا تھا اور اس کا سارا خزانہ، سبھی زمین میں دھنس گیا۔ (تفسیر صاوی، پ ۲۰، القصص، تحت الآیۃ: ۸۱، ۴/ ۱۵۴۶ ملخصًا، عجائب القرآن، ص ۱۹۴)

گناہوں سے مجھ کو بچا یاالٰہی
بُری عادتیں بھی چُھڑا یا الٰہی (وسائلِ بخشش ص ۱۰۰)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

(41) شکاری خود شکار ہو گیا

ایک شخص کو کسی بادشاہ کے دربار میں خصوصی رُتبہ حاصل تھا۔ وہ روزانہ بادشاہ کے رُوبرو کھڑے ہو کر بطورِ نصیحت کہا کرتا تھا: ''**اِحسان کرنے والے کے اِحسان کا بدلہ دو، برے شخص سے بُرائی سے پیش نہ آؤ کیونکہ بُرے انسان کے لئے تو خود اُس کی برائی ہی کافی ہے۔**'' بادشاہ اس کی بہترین نصیحتوں کی وجہ سے اُسے بہت محبوب رکھتا تھا۔ بادشاہ کی طرف سے دی جانے والی عزت ومحبت دیکھ کر ایک درباری کو اُس شخص سے حَسَد ہو گیا۔ ایک دن حاسِد درباری اس شخص کی عزّت کے خاتمے کے لئے **بادشاہ** سے جھوٹ بولتے ہوئے کہنے لگا: یہ شخص آپ کے بارے میں لوگوں سے کہتا پھرتا ہے کہ ''بادشاہ کے منہ سے بہُت بدبو آتی ہے۔'' **بادشاہ** نے پوچھا: ''تمہارے پاس اِس کا کیا ثبوت ہے؟'' اُس نے عَرض کی: ''کل اسے اپنے قریب بلا کر دیکھئے، یہ اپنی ناک پر ہاتھ رکھ لے گا۔'' اگلے روز حاسِد، اُس مقرَّب شخص کو اپنے گھر لے گیا اور اُسے بہت سارا کچّے لہسن والا سالن کھلا دیا۔ یہ مُقرَّب شخص کھانے سے فارِغ ہو کر حسبِ معمول دربار پہنچا اور بادشاہ کے رُوبَرو نصیحت بیان کی۔ **بادشاہ** نے اُسے اپنے قریب بلایا، اُس نے اِس خیال سے کہ میرے مُنہ کی لَہسن کی بو بادشاہ تک نہ پہنچے، اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لیا۔ بادشاہ کو اِس حَرَکت کے باعِث یقین ہو گیا کہ دوسرا درباری دُرُست کہہ رہا تھا۔ **بادشاہ** نے اپنے ہاتھ سے ایک ''عامِل'' (یعنی سرکاری اہل کار) کو خط لکھا: اِس خط کے لانے والے کی **فوراً گردن اُڑا دو** اور اِس کی

لاش میں بُھس بھر کر ہماری طرف روانہ کرو۔

بادشاہ کی یہ عادت تھی کہ جب کسی کو اِنعام و اِکرام دینا مقصود ہوتا تو خود اپنے ہاتھ سے خط لکھتا، اِس کے علاوہ کوئی بھی حُکْم اپنے ہاتھ سے نہ لکھتا تھا لیکن اِس مرتبہ اُس نے خلافِ معمول اپنے ہاتھ سے سزا کا حُکْم لکھ دیا۔ جب وہ مُقَرَّب آدمی خط لے کر شاہی مَحَل سے باہَر نکلا تو **حاسِد** نے اُس سے پوچھا: ''یہ تمہارے ہاتھ میں کیا ہے؟'' اُس نے جواب دیا: ''**بادشاہ** نے اپنے ہاتھ سے فُلاں عامِل کے لئے خط لکھا تھا، یہ وُہی ہے۔'' **حاسِد** نے خط لکھنے کے سابِقہ طریقے پر قِیاس کرتے ہوئے لالچ میں آ کر کہا: ''یہ خط مجھے دے دو۔'' **مُقَرَّب** نے اعلیٰ ظرفی کا مُظاہَرہ کرتے ہوئے خط اس کے حوالے کر دیا۔ **حاسِد** فوراً عامِل کے پاس پہنچا اور خط اس کے ہاتھ میں دینے کے بعد اِنعام و اِکرام طلب کیا۔ عامِل نے کہا: ''اِس میں تو خط لانے والے کے قتل کرنے کا حُکْم دَرج ہے۔'' اب تو **حاسِد** کے اَوسان خطا ہو گئے، بڑی عاجزی سے بولا: ''یقین کرو کہ یہ خط تو کسی دوسرے شخص کے لئے لکھا گیا تھا، تم بادشاہ سے معلوم کروا لو۔'' عامِل نے جواب دیا: ''بادشاہ سلامت کے حُکْم میں کسی ''اگر مگر'' کی گنجائش نہیں ہوتی۔'' یہ کہہ کر اسے قتل کروا دیا۔

دوسرے دن مُقَرَّب آدمی، حسبِ معمول دربار میں پہنچا اور نصیحت بیان کی۔ **بادشاہ** نے مُتَعَجِّب ہو کر اپنے خط کے بارے میں پوچھا۔ اُس نے کہا: ''وہ تو مجھ سے فُلاں درباری نے لے لیا تھا۔'' **بادشاہ** نے کہا: ''وہ تو تمہارے بارے میں بتاتا تھا کہ تم

مجھے گندہ دَہَن (یعنی بد بودار منہ والا) کہا کرتے ہو!'' مقرَّب شخص نے عَرض کی: ''میں نے تو کبھی ایسی کوئی بات نہیں کی۔'' **بادشاہ** نے منہ پر ہاتھ رکھنے کی وجہ دریافت کی، تو اِس نے عَرض کی: ''اس شخص نے مجھے بہت سا کچّا لہسن کھلا دیا تھا، میں نہیں چاہتا تھا کہ اس کی بُو آپ تک پہنچے۔'' **بادشاہ** سارا معاملہ سمجھ گیا اور کہا: تم اپنی جگہ پر لوٹ جاؤ، تم نے سچ کہا، برے آدمی کی برائی اسے کفایت کر گئی۔

(احیاء علوم الدین، کتاب ذم الغضب۔الخ، بیان ذم الحسد، ۲۳۳/۳)

شکار کرنے چلے تھے، شکار ہو بیٹھے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے حَسَد و لالچ کے مَذْمُوم (یعنی برے) جذبے نے دَرباری کو کیسی خطرناک اور شَرْمناک سازِش کرنے پر تیار کیا لیکن ''خود آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا'' کے مِصْدَاق وہ اپنے ہی پھیلائے ہوئے جال میں پھنس کر موت کے منہ میں جا پہنچا۔ نیز اِس حِکایت سے یہ دَرْس بھی ملا کہ کسی کی نعمتیں یا فضیلتیں دیکھ کر دل نہیں جلانا چاہئے اور نہ ہی اُس سے نعمتوں کے چھن جانے کی تمنّا کرنی چاہئے کیونکہ اسے یہ سب کچھ دینے والا ہمارا خالق و مالِک عَزَّوَجَلَّ ہے اور وہ بے نیاز ہے جس کو چاہے جتنا چاہے نَواز دے، ہم کون ہوتے ہیں اس کی تقسیم پر اِعتراض یا شکوہ کرنے والے!

رِہائی مجھ کو ملے کاش! نفس و شیطاں سے
ترے حبیب کا دیتا ہوں واسطہ یاربّ (وسائلِ بخشش ص ۷۸)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

(42) یہ میری ذمہ داری نہیں ہے

وَقْت بے وَقْت کسی کوٹوکتے رہنے، ڈانٹ پلانے یا جھاڑنے کی عادت سے ممکن ہے کہ وہ ایسے وقت میں ہماری مدد سے انکار کردے جب ہم شدید پریشانی میں مدد کے طلب گار ہوں۔ اس بات کو ایک حکایت سے سمجھنے کی کوشش کیجئے: چنانچہ ایک نک چڑھا رئیس اپنے نوکروں کو وَقْت بے وَقْت ڈانٹتا جھاڑتا رہتا تھا جس کی وجہ سے نوکروں کے دل میں اس کی عداوت بیٹھ چکی تھی۔ اس رئیس نے ہر نوکر کو اس کی ذمہ داریوں کی تحریری لسٹ (List) بنا کردی ہوئی تھی اگر کوئی نوکر کبھی کوئی کام چھوڑ دیتا تو رئیس اُسے وہ لسٹ دِکھا دِکھا کر ذلیل کرتا۔ ایک مرتبہ وہ گھڑسواری کا شوق پورا کرکے گھوڑے سے اُتر رہا تھا کہ اُس کا پاؤں رِکاب میں اُلجھ گیا اسی دوران گھوڑا بھاگ کھڑا ہوا، اب رئیس اُلٹا لٹکا گھوڑے کے ساتھ ساتھ گھسٹ رہا تھا۔ اس نے پاس کھڑے نوکر کو مدد کے لئے پکارا مگر اسے تو بدلہ چُکانے کا موقع مل گیا تھا، چنانچہ اس نے اپنے مالک کی مدد کرنے کے بجائے جیب سے رئیس کی دی ہوئی لسٹ نکالی اور دُور ہی سے اس کو دکھا کر کہنے لگا کہ اِس میں یہ کہیں نہیں لکھا کہ اگر تمہارا پاؤں گھوڑے کی رِکاب میں اُلجھ جائے تو اسے چُھڑانا میری ڈیوٹی ہے۔ یہ سن کر رئیس نوکروں سے کئے ہوئے بُرے سلوک پر پچھتانے لگا۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

(43) پانچ درہم بھی مل گئے اور پانی بھی

حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃُ اللہ تعالٰی علیہ کا بیان ہے: ایک بار سفر کے دوران مجھے ایک خشک بیابان سے گزرنا پڑا، اس دوران مجھے پیاس لگی لیکن کہیں سے پانی دستیاب نہ ہوسکا۔ میں نے ایک اَعرابی کو دیکھا جس کے پاس پانی کا مشکیزہ تھا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ پانی کا یہ مشکیزہ کتنے کا بیچو گے؟ اس نے کہا: پانچ درہم میں۔ میں نے قیمت کم کرانے کی کوشش کی لیکن وہ نہ مانا اور آخر میں نے پانچ درہم کے بدلے اس سے مشکیزہ خرید لیا۔ کچھ دیر بعد میں نے اس سے کہا: میرے بھائی! میرے پاس ستو موجود ہیں، کیا آپ کھائیں گے؟ اس نے کہا: کیوں نہیں، چنانچہ ایک پیالے میں ڈال کر اسے ستّو دیئے گئے اور وہ انہیں کھانے لگا۔ ستو کھا کر اسے پیاس لگی اور اس نے پوچھا: پانی کا ایک پیالہ کتنے کا ملے گا؟ میں نے کہا: پانچ درہم میں، اس نے منت سماجت کی لیکن میں نہ مانا۔ آخرکار اس نے پانچ درہم کے بدلے پانی کا پیالہ حاصل کیا، اس طرح مجھے پانی بھی حاصل ہوا اور اپنے پانچ درہم بھی واپس مل گئے۔ (المناقب للموفق، ۱/۱۸۹)

اس حکایت میں گراں فروشوں (یعنی بہت مہنگا مال بیچنے والوں) کے لئے درسِ عبرت ہے کہ ہوسکتا ہے کہ بطورِ کریانہ فروش آپ کسی کی مجبوری سے فائدہ اٹھانے کی کوشش میں ہوں اور کوئی ڈاکٹر آپ کی مجبوری سے فائدہ اٹھانے کے لئے تیار بیٹھا ہو، جو رقم آپ کمائیں وہ کسی ڈاکٹر کسی مکینک کسی الیکٹریشن کی جیب میں چلی جائے، کر بھلا ہو بھلا۔

(44) ماں کے گستاخ کو زمین زندہ نگل گئی!

کسی گاؤں میں ایک کِسان کے گھر کے اندر ساس بَہُو کے درمیان ہمیشہ ٹھنی رہتی تھی، کئی بار کِسان کی بیوی روٹھ کر میکے چلی جاتی اور وہ مِنّت سَماجت کر کے اُس کو لے آتا۔ آخری بار بیوی نے کسان سے کہہ دیا کہ اب اِس گھر کے اندر میں رہوں گی یا تمہاری ماں۔ کِسان اپنی بیوی پر لَٹّو تھا، اِس نادان نے دل ہی دل میں طے کر لیا کہ روز روز کے جھگڑے کا حل یِہی ہے کہ ماں کو راستے سے ہٹا دیا جائے۔ چُنانچِہ ایک بار وہ کسی حیلے سے ماں کو اپنے گنّے کے کھیت میں لے گیا، گنّے کاٹتے کاٹتے موقع پا کر ماں کا رُخ کر کے جُوں ہی اُس پر کلہاڑی کا وار کرنا چاہا ایک دم زمین نے اُس کِسان کے پاؤں پکڑ لئے، کلہاڑی ہاتھ سے چھوٹ کر دُور جا پڑی اور ماں گھبرا کر چِلّاتی ہوئی گاؤں کی طرف بھاگ نکلی۔ زمین نے آہِستہ آہِستہ کِسان کو نگلنا شُروع کر دیا، وہ گھبرا کر چیختا رہا اور اپنی ماں کو پکار پکار کر مُعافی مانگتا رہا لیکن ماں بَہُت دُور جا چکی تھی، کچھ دیر بعد جب لوگ وہاں پہنچے تو وہ چھاتی تک زمین میں دھنس چکا تھا، لوگ اُسے نکالنے کی ناکام کوششیں کرتے رہے مگر زمین اُسے نگلتی ہی رہی یہاں تک کہ وہ زمین کے اندر سَما گیا۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! توبہ! توبہ!! لرز اٹھو!!! اور اگر ماں باپ کو کبھی ناراض کیا ہے تو جلدی جلدی ان کے قدموں میں گر کر رو رو کر ان سے مُعافی کی بھیک مانگ لو، یہ تو دنیا کی سزا تھی جو اُس ماں کے نافرمان نادان کسان کی دیکھی گئی اگر وہ

کسان مسلمان تھا تو ہم خدائے رحمٰن عَزَّوَجَلَّ سے اس کیلئے رحم وکرم کی درخواست کرتے ہیں۔ دنیا کی سزا جب نا قابلِ برداشت ہوا کرتی ہے تو آخرت کی سزا کیسے سہی جاسکے گی ۔ (نیکی کی دعوت، ص ۴۳۸)

دل دکھانا چھوڑ دیں ماں باپ کا
ورنہ ہے اس میں خسارہ آپ کا (وسائل بخشش، ص ۷۱۳)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

ماں باپ کے نافرمان کو جیتے جی سزا ملتی ہے

سرکارِ مدینہ صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: سب گناہوں کی سزا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ چاہے تو قِیامت کیلئے اٹھا رکھتا ہے مگر ماں باپ کی نافرمانی کی سزا جیتے جی دیتا ہے۔

(مُستدرَك، كتاب البر والصلة، باب كل الذنوب۔الخ، ٢١٦/٥، حديث: ٧٣٤٥)

جہاں میں ہیں عبرت کے ہر سُو نمونے مگر تجھ کو اندھا کیا رنگ وبُو نے
کبھی غور سے بھی یہ دیکھا ہے تُو نے جو آباد تھے وہ محل اب ہیں سُونے
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

جیسا بوئیں گے ویسا کاٹیں گے

ہمیں اپنی زندگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے خوب عبادت کرلینی چاہئے کہ مرنے کے بعد اِس کا موقع نہ مل سکے گا۔حضرت سیِّدُ نا عبدُاللّٰہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ جب لوگوں کے پاس بیٹھتے تو فرماتے: ''اے لوگو! شب وروز گزرنے کے ساتھ ساتھ تمہاری عمریں بھی کم ہوتی جارہی ہیں،تمہارے اعمال لکھے جارہے ہیں۔ موت اچانک آئے گی ،پس جو نیکی کی فصل بوئے گا جلد ہی اسے شوق سے کاٹے گا اور جو برائی کی کھیتی بوئے گا اسے ندامت کے ساتھ کاٹنا پڑے گا۔ ہر ایک اپنی ہی اُگائی ہوئی کھیتی کاٹے گا۔سستی وکاہلی کرنے والا اپنے عمل کے ذریعے آگے کبھی نہیں بڑھ پائے گا اور حرص ولالچ میں مبتلا صرف اپنا مقدر ہی حاصل کر پائے گا۔ جسے بھی بھلائی کی توفیق ملی وہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہی کی طرف سے ہے اور جسے برائی سے بچایا گیا تو وہ بھی اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہی کے کرم سے ہے۔متقی وپرہیزگار عام لوگوں کے سردار اور فقہا،رہنما ہیں۔ان کی صحبت اختیار کرنا نیکیوں میں اضافے کا سبب ہے۔''

(الزھد للامام احمد،باب فضل ابی ھریرۃ،ص۱۸۳،رقم:۸۸۹)

(45)اذان کا مذاق اڑانے والے کا انجام

ایک غیر مسلم جب موذن کو اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰہ کہتے سنتا تو کہتا: جھوٹا جل جائے (مَعَاذَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ)۔ایک دن اس کی خادمہ رات میں آگ لیکر آئی تو اس میں سے ایک چنگاری اُڑی جس سے گھر میں آگ لگ گئی اور وہ شخص

اپنے اہل خانہ سمیت جل کر ہلاک ہوگیا۔

(تفسیر کبیر، پ۶، المائدۃ، تحت الآیۃ:۵۸، ۴/۳۸۸)

ناچ رنگ کی محفِل جاری تھی کہ۔۔۔

۳رَمَضانُ المبارَك ۱۴۲۶ھ بمطابق 8.10.05 کو اسلام آباد کی پُرشکوہ عمارت ''**مارگلہ ٹاور**'' میں کچھ مغرِبی تہذیب کے دلداہ مسلمانوں نے یہود ونصاریٰ کے ساتھ مل کر **مَعَاذَ اللّٰه** عَزَّوَجَلَّ! اِحترامِ رَمَضانُ المبارَك کو بالائے طاق رکھ کر **شراب** پی کر خوب **ناچ رنگ** کی محفل برپا کی۔ یہ لوگ اپنی عاقِبت کے انجام سے بِالکل بے خبر گناہوں کے اِن گھنونے کاموں میں ابھی مشغول تھے کہ اچانک **خوفناک زَلزلہ** آیا اور اس نے عیش پرستوں کی تمام ترمسرّتوں اور سرمستیوں کو **خاک** میں ملا کر رکھ دیا!

کٹا ہوا سر

اسلام آباد مارگلہ ٹاور کے ملبہ میں ایک شخص کا کٹا ہوا سر ملا، دھڑ نہ مل سکا اس کے بعض شناساؤں نے بتایا کہ یہ بدنصیب شخص جب **اذان** شروع ہوتی تو گانوں کی آواز مزید اونچی کرلیتا تھا۔

یاد رکھ تُو موت اچانک آئیگی
ساری مستی خاک میں مل جائیگی

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

(46) چور اپاہج ہوگیا

حضرتِ شیخ ابوالحسن نوری علیہ رحمۃُ اللّٰہِ القوی لبِ دریا کپڑے رکھ کر پانی میں غسل کرنے کے لئے گئے، اتنے میں ایک چور آپ کے کپڑے لے کر نو دو گیارہ ہوگیا۔ جب آپ غسل کرکے واپس آئے تو ادھر سے چور بھی حضرت کے کپڑے لئے واپس آ گیا، اس کے ہاتھ معذور ہوگئے تھے۔ آپ نے اپنے کپڑے پہن لئے تو دعا مانگی: مالک ومولا! اس نے میرے کپڑے واپس کردیئے تو اس کی تندرستی اور صحت اسے واپس کردے۔ وہ فوراً صحت یاب ہوکر چلا گیا۔ (روض الریاحین، ص ۲۹۵)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

(47) محل ویران ہوگیا

ایک اسرائیلی مومنہ کا واقعہ ہے کہ اس کا مکان شاہی محل کے سامنے تھا جس کی وجہ سے محل کی خوشنمائی داغدار ہورہی تھی۔ بادشاہ نے باربار کہا کہ یہ مکان میرے ہاتھ فروخت کردو مگر وہ راضی نہیں ہوئی اور انکار کردیا۔ ایک بار جب وہ سفر پر گئی تو بادشاہ نے اس کی جھونپڑی گرا دینے کا حکم دے دیا، جب وہ واپس آئی تو اپنی گری ہوئی جھونپڑی دیکھ کر پوچھا: یہ کس نے گرائی؟ اسے بتایا گیا: بادشاہ نے۔ وہ آسمان کی طرف سر اٹھا کر عرض کرنے لگی: اے میرے مالک، اے میرے مولا! میں سفر میں تھی مگر تُو تو موجود تھا، کمزوروں اور مظلوموں کا تُو ہی تو مددگار ہے، یہ کہہ کر وہیں زمین پر بیٹھ گئی۔ بادشاہ جب سواری پر ادھر سے گزرا تو پوچھا: کس کا انتظار کررہی ہو؟ کہنے لگی:

تیرے محل کے ویران ہونے کا انتظار ہے، یہ سن کر بادشاہ ہنسا اور اس مظلومہ کا مذاق اڑایا مگر جب رات ہوئی تو بادشاہ کا محل زمیں بوس ہو گیا اور بادشاہ مع اہل خانہ اس میں دفن ہو گیا۔ محل کی ایک دیوار پر کچھ اشعار لکھے ہوئے نظر آئے جن کا مفہوم یہ ہے:

کیا دعا کو حقیر جان کر اس کا مذاق اُڑاتا ہے، کیا اسے معلوم نہیں کہ دعا نے کیا کر ڈالا؟ رات کے تیر کبھی خطا نہیں کرتے، لیکن اس کے لئے ایک وقفہ ہوتا ہے، اور مدت کا اختتام کبھی تو ہے، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے وہی کیا جو تو نے دیکھا اور تمہاری بادشاہی کو دوام ہرگز نہیں۔ (روض الریاحین، ص ۲۰۳)

اُونچے اُونچے مکان تھے جن کے ۔۔۔ تنگ قبروں میں آج آن پڑے
آج وہ ہیں نہ ہیں مکاں باقی ۔۔۔ نام کو بھی نہیں ہیں نشاں باقی

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! ۔۔۔ صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

(48) مجھے آگے جا کر پھینکو

کہتے ہیں ایک جوان اپنے بوڑھے باپ سے تنگ آ کر اس کو دریا میں پھینکنے گیا۔ باپ نے کہا: بیٹا! مجھے ذرا اور آگے گہرائی میں جا کر پھینکو۔ بیٹے نے کہا: یہاں کنارے پہ کیوں نہیں اور وہاں گہرائی میں کیوں؟ باپ نے جواب دیا: اس لئے کہ یہاں تو میں نے اپنے باپ کو پھینکا تھا۔ یہ سن کر بیٹا کانپ اٹھا کہ کل یہی انجام میرا ہو گا۔ وہ باپ کو گھر لے آیا اور اس کی خدمت شروع کر دی۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یہ بات ذہن سے نکال دیں کہ آج آپ اپنے

ماں باپ کی نافرمانی کریں اورکل آپ کی اولاد آپ کی فرمانبردار ہواور آپ کے لئے فتنہ، آزمائش اور جگ ہنسائی کا باعث نہ بنے۔ کانٹے بو کر گلاب کی توقُّع رکھنا بے کار ہے۔ خزاں کے موسم میں بہار کی اُمیدیں باندھنا نادانی ہے۔ بنجر زمینوں میں بیج بو کر نخلستانوں کے خواب دیکھنا حماقت ہے۔ اگر موتیے، چنبیلی اور گلاب کی پیوند کاری کریں گے تو یقیناً طرح طرح کی خوشبوؤں سے آپ کی زندگی مہک جائے گی، یہی قانونِ قدرت ہے۔ آج سے اپنے والدین کو پھولوں کی سیج پر بٹھائیں، ان کے احکامات سرآنکھوں پر رکھیں، انھیں اُف تک نہ کہیں تاکہ کل آپ کی اولاد آپ کے سر پر عزت و وقار اور قدر دانی کا تاج پہنائے۔ یہ دنیا دارُالعمل ہے، آخرت دارُالجزا ہے۔ دارالجزا میں بدلہ پانے سے پہلے اس دنیا میں ہی بہترین جزا کے حقدار بن کر دکھائیں تاکہ **اللہ** تعالیٰ کی رضا اور رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی شفاعت کے حقدار ٹھہریں۔

اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت، مجدِّدِ دین وملّت، مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن لکھتے ہیں: بے عقل اور شریر اور ناسمجھ جب طاقت وتوانائی حاصل کر لیتے ہیں تو بوڑھے باپ پر ہی زور آزمائی کرتے ہیں اور اس کے حکم کی خلاف ورزی اختیار کرتے ہیں جلد نظر آجائے گا کہ جب خود بوڑھے ہوں گے تو اپنے کئے ہوئے کی جزا اپنے ہاتھ سے چکھیں گے، (کَمَا تَدِیْنُ تُدَان) جیسا کرو گے ویسا بھرو گے (ت)۔ (فتاوی رضویہ،۲۴/ ۴۲۴)

(49) بوڑھی ماں

شیخِ طریقت امیرِ اہلسنّت بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّارؔ قادری دامت برکاتہم العالیہ اپنی کتاب ''**نیکی کی دعوت**'' کے صفحہ 442 پر لکھتے ہیں: **انگلینڈ** کے ایک جریدے میں کچھ اِس طرح کا سنسنی خیز قِصّہ لکھا تھا، ایک ماں کی ایک ہی اکلوتی بیٹی ''مَیری'' MARY کے علاوہ کوئی اولاد نہیں تھی، ''مَیری'' جب جوان ہوئی تو ماں نے ایک کھاتے پیتے اور سماجی طور پر مُعزَّز نوجوان سے اُس کی شادی کردی اور خود بھی انہیں کے ساتھ مُقیم ہوگئی۔ ان کے یہاں ایک چاندسی مُنّی پیدا ہوئی، اُس کا نام اِلیزَبِیتھ (ELIZABETH) رکھا گیا، نانی کو گویا ایک کھلونا مل گیا، نواسی اِلیزَبِیتھ اُس کے ساتھ خوب ہل گئی، وَقت گزرتا گیا اِدھر اِلیزَبِیتھ بڑی ہوتی جا رہی تھی تو اُدھر نانی بڑھاپے کی طرف رواں دواں تھی۔ اب ننھی اِلیزَبِیتھ اتنی سنبھل گئی تھی کہ اپنے کپڑے وغیرہ خود تبدیل کرلیتی تھی۔ ''مَیری'' نے سوچا ماں اب بوڑھی ہوچکی ہے، مہمان وغیرہ آتے ہیں تو اُن میں یہ جچتی نہیں ہے، لہٰذا اُس نے ماں کو بوڑھوں کے خُصوصی گھر یعنی اَولڈ ہاؤس (OLD HOUSE) میں داخِل کروادیا، ماں نے بَہُت احتجاج کیا، گھر میں اپنی ضَرورت کا اِحساس دلایا، نواسی اِلیزَبِیتھ کی پرورِش کا عُذر کیا، مگر اس کی ایک نہ چلی۔ اِلیزَبِیتھ کو بھی نانی سے پیار ہو گیا تھا، اُس نے بھی نانی کی بَہُت حمایت کی مگر اُس کی بھی شِنوائی نہ ہوئی۔ ''مَیری'' حیلے بہانے کرتی رہی کہ مکان میں تنگی ہو رہی ہے، آپ بے فکر رہیں ہم وقتاً فوقتاً

اولڈ ہاؤس ملنے آیا کریں گے، ہفتہ اتوار (دو دن) گھر پر بھی لایا کریں گے، بھلا اولڈ ہاؤس میں جانے سے کوئی رشتے بھی ٹوٹتے ہیں! شُروع شُروع میں ''مَیری'' نے ماں سے ملاقاتیں بھی کیں مگر رفتہ رفتہ اِس میں فاصِلے بڑھتے گئے۔ اور بالآخر ''اِنتِظار'' بڑھیا کامقدّر بن گیا۔ وہ مَحَبَّت بھرے لمبے لمبے خط تیّار کرتی، نواسی اِلیزَبیتھ کو پیار لکھتی مگر کوئی خاص فرق نہ پڑا۔ ایکبار خط میں بیٹی نے لکھا کہ اب کی بار کرسمس (CHRISTMAS) کی اگلی رات میں آپ کو لینے آؤں گی، گھر چلیں گے۔ بڑھیا کی خوشی کی انتہا نہ رہی، اُس نے اُون (WOOL) سے اپنی پیاری نواسی کیلئے سوئیٹر وغیرہ بُنا تاکہ اُسے تحفے میں دے۔ 24 دسمبر کو رات سخت برفباری تھی ''مَیری'' نے لینے کیلئے آنا تھا اس لئے وہ اپنا ''تحفۂ مَحَبَّت'' لئے اِنتِظار میں بلڈنگ کی بالکونی میں بیٹھی بے قراری کے ساتھ سڑک پر آنے جانے والی ہر گاڑی کو غور سے دیکھ رہی تھی کہ دیکھو ''مَیری'' کی گاڑی کب آتی ہے! اولڈ ہاؤس کی ایک خادِمہ لڑکی ''نَینسی'' (NENSI) کو بڑھیا کی بیقراری دیکھ کر بڑا ترس آرہا تھا اُس نے ہیٹر والے کمرے میں چلنے کیلئے بَہُت اِصرار کیا مگر بڑھیا نہ مانی۔ نَینسی نے ایک گرم شال لاکر اُسے اُڑھا دی اور ہمدردی کے ساتھ بار بار گرما گرم چائے پیش کرتی رہی، بُڑھیا نے سخت سردی کے اندر ٹھٹھرتے ٹھٹھرتے اِنتِظار میں ساری رات جاگ کر گزار دی مگر بیٹی نے نہ آنا تھا، نہ آئی۔ شدید سردی کی وجہ سے بُڑھیا کو سخت نمونیا ہوگیا، جو کہ سردی لگنے، کھانسی ہو جانے اور گلا خراب ہونے سے لاحق ہوتا ہے، اِس میں پھیپھڑے کے کسی حصّے میں

سُوجن ہو جاتی ہے، جس سے وہاں ہوانہیں جاسکتی اور مریض کو سانس لینے میں سخت تکلیف ہوتی ہے اور اِس کا درجۂ حرارت (یعنی بخار) 105 ڈگری تک بڑھ جاتا ہے۔ اِس بیماری کی تاب نہ لاتے ہوئے بُڑھیا نے دم توڑ دیا۔ کچھ دن بعد ''مَیری'' اپنی ماں کا سامان لینے اولڈ ہاؤس آئی، اُس نے وہاں کی خادِمہ نَینسی کا بَہُت شکریہ ادا کیا کیوں کہ وہ آخری وَقت تک اُس کی بوڑھی ماں کی خدمت کرتی رہی تھی، چونکہ نَینسی ابھی جوان تھی اور کافی خدمت گزار بھی، اِسلئے ''مَیری'' نے بہتر تنخواہ کا لالچ دیکر اُسے اپنے گھر خدمتگاری کے کام کیلئے چلنے کی آفر کی۔ ''نَینسی'' نے چوٹ کرتے ہوئے کہا: آپ کے گھر ضَرور آؤں گی، مگر ابھی نہیں، جس دن آپ کی بیٹی اِلیزبیتھ آپ کو یہاں اَولڈ ہاؤس میں چھوڑ جائیگی، میں اُس کے ساتھ اُس کی خدمت کیلئے چلی جاؤں گی۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یہ تو ایک غیر مسلم خاندان کا واقِعہ تھا، اسے سُن کر آپ کو شاید کچھ عجیب سا محسوس ہو رہا ہو گا۔ غیر اسلامی مُمالِک میں بکثرت اولڈ ہاؤس ہیں اور افسوس اب ان کی دیکھا دیکھی اسلامی ملکوں حتّٰی کہ پاکستان میں بھی اس کا آغاز ہو چکا ہے! دعوتِ اسلامی کے عالمی مَدَنی مرکز فیضانِ مدینہ میں 16 ربیعُ النور شریف ۱۴۳۲ھ (19.2.2011) کو مُعَمَّر حضرات (یعنی بوڑھوں) کا مَدَنی مذاکرہ ہوا تھا جس میں مُلک بھر سے ہزاروں سِن رَسیدہ بزرگوں نے شرکت کی تھی اور یہ مدنی مذاکرہ ''مدنی چینل'' پر براہِ راست ٹیلی کاسٹ (TELECAST) کیا گیا تھا۔ کسی پاکستانی اولڈ ہاؤس میں مقیم دو نہایت کمزور بزرگوں نے اسلامی بھائیوں سے

نہایت **غمگین** لہجے میں اپنا درد بیان کیا اور اولڈ ہاؤس میں چھوڑ کر **چلے جانے** پر اپنے عزیزوں کے متعلّق نہایت **تَـأَ سُّف** وحسرت کا اظہار کیا اور کہا کہ ہماری آرزو ہے کہ ہمارے خاندان والے ہمیں گھر واپس لے چلیں ہم یہاں کافی دُکھی ہیں ۔ ہائے ! ہائے ! وہ اولاد کتنی احسان فراموش اور ناخَلف و نالائق ہے جو بچپن میں ماں باپ کی طرف سے کئے جانے والے تمام احسانات کو فراموش کر کے بُڑھاپے میں انہیں ٹھکرا دیتی ہے ۔ حالانکہ بڑھاپے میں تو بے چاروں کو ہمدردیوں کی زیادہ حاجت ہوتی ہے ۔ اسلامی بھائیو ! آپ عہد کیجئے کہ چاہے کچھ بھی ہو جائے ماں باپ کو عمر بھر نبھائیں گے اور ان کی خدمت کر کے خود کو جنّت کا حقدار بنائیں گے ۔ اِنْ شَآءَ اللّٰه عَزَّوَجَلَّ ۔ (نیکی کی دعوت، ص۴۴۲)

مُطِیع اپنے ماں باپ کا کر میں انکا
ہر اِک حکم لاؤں بجا یاالٰہی (وسائلِ بخشش، ص۱۰۱)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

نیکیوں اور گناہوں کا بدلہ دنیا میں بھی مل کر رہتا ہے

علامہ ابنِ جوزی علیہ رحمۃُ اللّٰہِ القوی لکھتے ہیں: **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے دنیا میں جو بھی چیز پیدا فرمائی وہ آخرت کا نمونہ ہے اسی طرح دنیا میں پیش آنے والے معاملات بھی اخروی معاملات کا نمونہ ہیں ۔ حضرت سیدنا عبدُاللّٰہ بن عباس رضی اللّٰہ تعالٰی عنہما فرماتے ہیں: جنت کی نعمتیں صرف اپنے ناموں میں دنیوی اشیاء کے مشابہ ہیں

(یعنی جنت کی نعمتوں کی حقیقت دنیوی چیزوں سے مختلف ہے)۔اس کا سبب یہ ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے دنیوی نعمتوں کے ذریعے اخروی نعمتوں کا شوق دلایا اور دنیوی عذابات کے ذریعے آخرت کے عذابوں سے ڈرایا ہے۔ دنیا میں جاری معاملات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ظلم کرنے والے کو آخرت کے بدلے سے پہلے دنیا میں ہی اس کے ظلم کا بدلہ مل جاتا ہے یونہی دیگر گناہوں کا ارتکاب کرنے والوں کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہوتا ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فرمان عالی شان: مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا یُّجْزَ بِهٖ ۙ ترجمۂ کنزالایمان: جو برائی کرے گا اس کا بدلہ پائے گا۔(پ۵،النساء:۱۲۳) کا یہی مفہوم ہے۔ بعض اوقات گناہوں کا ارتکاب کرنے والا شخص اپنے بدن اور مال کو سلامت دیکھ کر یہ گمان کرتا ہے کہ اسے کوئی سزا نہیں مل رہی حالانکہ اس کا اپنی سزا سے غافل ہونا بھی ایک قسم کی سزا ہے۔

حکماء فرماتے ہیں: ایک گناہ کے بعد دوسرے گناہ میں مبتلا ہونا پہلے گناہ کی سزا ہے جبکہ ایک نیکی کے بعد دوسری نیکی کی توفیق ملنا پہلی نیکی کا بدلہ ہے۔ بعض اوقات گناہوں کی جلد ملنے والی سزا (حسی اور ظاہری نہیں بلکہ) معنوی (باطنی، روحانی) ہوتی ہے جیسا کہ بنی اسرائیل کے ایک عبادت گزار شخص نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کی: اے میرے رب! میں تیری کتنی نافرمانی کرتا ہوں لیکن تو مجھے سزا نہیں دیتا۔ جواب دیا گیا: میں تجھے سزا دیتا ہوں لیکن تجھے اس کا احساس نہیں ہوتا، کیا میں نے تجھے مناجات کی حلاوت (مٹھاس) سے محروم نہیں کر دیا؟

جو شخص سزا کی اس قسم کے بارے میں غور کرے گا وہ اسے اپنی تاک میں پائے گا یہاں تک کہ حضرت سیدنا وہب بن ورد رحمۃ اللّٰہ تعالٰی علیہ کی خدمت میں عرض کی گئی: کیا گناہ کرنے والا اطاعت کی لذت پاتا ہے؟ ارشاد فرمایا: (گناہ کا ارتکاب کرنے والا تو دور) گناہ کا ارادہ کرنے والا بھی اطاعت کی لذت نہیں پاسکتا۔ چنانچہ جو شخص اپنی نگاہوں کو آزاد چھوڑتا ہے (یعنی بدنگاہی سے نہیں بچاتا) وہ نگاہِ عبرت سے محروم ہوجاتا ہے، زبان کی حفاظت نہ کرنے والا دل کی صفائی سے محروم ہوجاتا ہے، کھانے کے معاملے میں شبہات سے نہ بچنے والے کا دل سیاہ ہوجاتا ہے اور وہ رات میں عبادت اور مناجات ودعا کی حلاوت (مٹھاس) سے محروم رہتا ہے۔ یہ ایک ایسا معاملہ ہے کہ نفس کا محاسبہ کرنے والے حضرات اس سے واقف ہوتے ہیں۔ گناہوں کی جلد سزا ملنے کی طرح نیکیوں کا معاملہ بھی ہے کہ ان کی جزاء بھی جلد (دنیا میں ہی) مل جاتی ہے، جیسا کہ حدیث قدسی میں ہے: عورت کی طرف دیکھنا شیطان کے تیروں میں سے ایک زہریلا تیر ہے، جس نے میری رضا کے حصول کیلئے اسے ترک کیا تو میں اسے ایسا ایمان عطا کروں گا جس کی مٹھاس وہ اپنے دل میں پائے گا۔ حضرت سیدنا عثمان نیشاپوری علیہ رحمۃ اللّٰہِ القوی کا بیان ہے: میں نمازِ جمعہ کیلئے جارہا تھا کہ میرے جوتے کا تسمہ ٹوٹ گیا۔ میں اسے دُرُست کرنے کیلئے ٹھہرا اور پھر میں نے کہا: یہ تسمہ اسلئے ٹوٹا ہے کیونکہ میں نے غسلِ جمعہ نہیں کیا۔

(صید الخاطر، ص۳۷، ملخصاً))

ـــہ گناہوں کے امراض سے نیم جاں ہوں

پئے مُرشِدی دے شِفا یاالٰہی (وسائل بخشش،ص۱۰۵)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

(50) جھوٹے گواہ بننے والے غرق ہوگئے

حضرتِ سیِّدُ نامحمد بن فَرْجی علیہ رحمۃُ اللّٰہِ الولی فرماتے ہیں: میں حضرتِ سیِّدُ نا ذُوالنُّوْن مِصْرِی علیہ رحمۃُ اللّٰہِ القوی کے ساتھ ایک کشتی میں سوار تھا کہ ایک اور کشتی ہمارے پاس سے گزری۔ کسی نے حضرتِ سیِّدُ ناذُوالنُّوْن مِصْرِی علیہ رحمۃُ اللّٰہِ القوی کو بتایا: یہ کشتی والے بادشاہ کے پاس جارہے ہیں اور وہاں جاکر آپ رحمۃُ اللّٰہ تعالٰی علیہ کے خلاف کُفْر (یعنی مَعَاذَ اللہ عَزَّوَجَلَّ! آپ رحمۃُ اللّٰہ تعالٰی علیہ کے کافر ہونے) کی گواہی دیں گے۔ یہ سن کر آپ رحمۃُ اللّٰہ تعالٰی علیہ نے اس کشتی کے غرق ہوجانے کی دعا کی۔ آپ رحمۃُ اللّٰہ تعالٰی علیہ کے دعا کرتے ہی ان کی کشتی اُلٹ گئی اور سب کے سب ڈوب گئے۔ حضرتِ سیِّدُ نامحمد بن فَرْجی علیہ رحمۃُ اللّٰہِ الولی فرماتے ہیں: میں نے عرض کی: حضور! ملاح (کشتی چلانے والے) کا کیا قصور تھا؟ فرمایا: اس نے ان لوگوں کو کیوں سوار کیا حالانکہ وہ ان کے مقصدِ سفر کو جانتا تھا۔ پھر فرمایا: ان لوگوں کا اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں غرْق ہوکر حاضر ہونا جھوٹا گواہ بن کر حاضر ہونے سے بہتر ہے۔ اس کے بعد آپ رحمۃُ اللّٰہ تعالٰی علیہ کی کیفیت تبدیل ہوئی اور آپ کانپتے ہوئے فرمانے لگے: اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عزت وشان کی قسم! میں آئندہ کسی کے لئے بددعا نہیں کروں گا۔

پھر ایک دن آپ رحمۃُ اللّٰہ تعالٰی علیہ کو بادشاہِ مصر نے بلایا اور آپ کے عقائد کے بارے میں پوچھنے لگا، آپ رحمۃُ اللّٰہ تعالٰی علیہ نے وہاں اَحسن انداز سے اپنے عقائد کو بیان کیا جنہیں سن کر وہ آپ رحمۃُ اللّٰہ تعالٰی علیہ سے خوش ہو گیا، اس کے بعد ایک دن آپ رحمۃُ اللّٰہ تعالٰی علیہ کو خلیفہ مُتَوَکِّلْ بِاللّٰہ نے بھی طلب کیا، اس نے بھی جب آپ رحمۃُ اللّٰہ تعالٰی علیہ کے نظریات وافکار ملاحظہ کئے تو آپ رحمۃُ اللّٰہ تعالٰی علیہ کا اتنا دلدادہ اور گرویدہ ہو گیا کہ کہا کرتا تھا: جب بھی اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے نیک بندوں کا ذکر ہو تو سب سے پہلے حضرتِ سیِّدُ ناذُوالنُّوْن مِصْرِی علیہ رحمۃُ اللّٰہِ القوی کا ذکر کیا کرو۔

(سیراعلام النبلاء،ذوالنون المصری، ۱۸/۱۰، رقم الترجمہ: ۱۹۵۱)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

(51) آج تو مجھے قتل ہی کرادیا تھا

خلیفہ منصور کے مصاحِب ربیع کو حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃُ اللّٰہ تعالٰی علیہ سے چشمک تھی، ایک دن امام صاحب کے موجودگی میں اس نے خلیفہ سے کہا: اے امیر المومنین ! ابوحنیفہ آپ کے جدِّ امجد حضرت سیدنا عبدُاللّٰہ بن عباس رضی اللّٰہ تعالٰی عنہما کی مخالفت کرتے ہیں، اُن کا قول ہے کہ اگر کوئی قسم کھائے اور پھر اس کے ایک دو دن بعد بھی اِنْ شَآءَ اللّٰہ کہہ دے تو اس کا استثناء صحیح ہے لیکن ابوحنیفہ کے نزدیک صرف وہی استثناء درست ہے جو قسم سے متصل ہو (یعنی قسم کے فوراً بعد

اِنْ شَآءَ اللّٰہ کہا گیا ہو)۔ یہ سن کر حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃُ اللّٰہ تعالٰی علیہ نے ارشاد فرمایا: اے امیر المومنین! ربیع کا گمان یہ ہے کہ آپ کے لشکر کی آپ سے بیعت درست نہیں ہے۔ منصور نے سبب پوچھا تو آپ نے ارشاد فرمایا: اس جگہ قسم کھا کر بیعت کر لی اور پھر گھر میں جا کر اِنْ شَآءَ اللّٰہ کہہ کر بیعت کو توڑ دیا۔ یہ سن کر خلیفہ منصور ہنسنے لگا اور اس نے ربیع سے کہا: اے ربیع! امام صاحب کے پیچھے نہ پڑا کرو۔ جب دربار سے باہر نکلے تو ربیع نے کہا: آج تو آپ نے مجھے قتل کرا ہی دیا تھا۔ حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃُ اللّٰہ تعالٰی علیہ نے ارشاد فرمایا: نہیں، بلکہ تم نے میرے قتل کی کوشش کی تھی لیکن میں نے تمہیں اور اپنے آپ کو بچالیا۔

(تاریخ بغداد، رقم الترجمہ:۷۲۹۷، النعمان بن الثابت، ۳۶۲/۱۳)

حسد کی بیماری بڑھ چلی ہے لڑائی آپس میں ٹھن گئی ہے
شہا مسلمان ہوں منظّم، امامِ اعظم ابوحنیفہ (وسائل بخشش، ص۵۷۳)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

(52) پانی کے چند قطروں کا وبال

حضرتِ علامہ عبدالرحمٰن ابن جوزی علیہ رحمۃُ اللّٰہِ القوی لکھتے ہیں: کسی گاؤں میں ایک دودھ فروش رہا کرتا تھا جو دودھ میں پانی ملایا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ سیلاب آیا اور اس کے مویشی بہا کر لے گیا تو وہ روتے ہوئے کہنے لگا کہ سب قطرے مل کر سیلاب

بن گئے جبکہ قضاء اُسے ندا دے رہی تھی:

ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ يَدٰكَ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝۱۰ ترجمۂ کنزالایمان: یہ اس کا بدلہ ہے جو تیرے ہاتھوں نے آگے بھیجا اور اللّٰہ بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔ (پ۱۷، الحج: ۱۰)

یاد رکھو! چوری اور خیانت ہلاکت میں ڈالنے والے اور دین کے لئے شدید نقصان دہ ہیں۔ (بحرالدموع، الفصل الثانی والثلاثون، ص ۲۱۲)

حضرتِ سیِّدُنا امام محمد بن محمد غزالی علیہ رحمۃُ اللّٰہِ القوی دھوکہ دہی سے مال کمانے والوں کو سمجھاتے ہوئے لکھتے ہیں: **اصل بات** یہ ہے کہ اس بات کا یقین رکھے کہ دَغا بازی سے رِزْق کم زیادہ نہیں ہوسکتا بلکہ اُلٹا مال سے برکت ختم ہو جاتی ہے اور بہتری جاتی رہتی ہے اور عَیاری وفریب سے انسان جو کچھ کماتا ہے اچانک ایسا واقعہ پیش آتا ہے کہ وہ سب کچھ تباہ اور ضائع ہو جاتا ہے اور فریب وعیاری کا گناہ ہی باقی رہ جاتا ہے اور اس شخص کا سا حال ہو جاتا ہے جو دودھ میں پانی ملایا کرتا تھا ایک بار اچانک سیلاب آیا اور اس کی گائے کو بہالے گیا۔ اس کے دانا بیٹے نے کہا: ابا جان بات یہ ہے کہ دودھ میں ملایا ہوا سارا پانی جمع ہوا اور سیلاب کی شکل اختیار کر کے گائے کو بہالے گیا۔

(کیمیائے سعادت، باب سیم در عدل وانصاف......الخ، ۱/۳۲۹)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

(53) یقین کی دولت

دو بزرگ حضرت سیدتنا رابعہ بصریہ رحمۃُ اللّٰہ تعالٰی علیہا کے یہاں ملاقات کے لئے حاضر ہوئے اور باہم گفتگو کرنے لگے کہ اگر رابعہ اس وقت کھانا پیش کر دیں تو بہت اچھا ہو کیونکہ ان کے یہاں رزقِ حلال میسر آ جائے گا۔ اس وقت آپ رحمۃُ اللّٰہ تعالٰی علیہا کے گھر میں صرف دو ہی روٹیاں تھیں، آپ نے وہ روٹیاں ان دونوں کے سامنے رکھ دیں، اتنے میں کسی سائل نے دروازے پر صدا بلند کی تو آپ نے وہ دونوں روٹیاں اٹھا کر اسے دیدیں، یہ دیکھ کر وہ دونوں افراد حیرت زدہ رہ گئے۔ کچھ ہی دیر کے بعد ایک کنیز بہت سی گرم روٹیاں لئے حاضر خدمت ہوئی اور عرض کی کہ یہ میری مالکہ نے بھجوائی ہیں۔ حضرت سیدتنا رابعہ بصریہ رحمۃُ اللّٰہ تعالٰی علیہا نے جب گنتی کی تو وہ اٹھارہ روٹیاں تھیں، یہ دیکھ کر آپ نے کنیز سے فرمایا: شاید تمہیں غلط فہمی ہوگئی ہے، یہ روٹیاں میرے یہاں نہیں بلکہ کسی اور کے ہاں بھیجی گئی ہیں۔ کنیز نے یقین کے ساتھ عرض کی کہ یہ آپ ہی کے لئے بھجوائی گئی ہیں مگر آپ نے کنیز کے مسلسل اِصرار کے باوجود روٹیاں واپس لوٹا دیں۔ کنیز نے جب واپس جا کر اپنی مالکہ سے یہ ماجرا بیان کیا تو اس نے حکم دیا کہ اس میں مزید دو روٹیوں کا اِضافہ کر کے لے جاؤ، کنیز جب بیس روٹیاں لے کر حاضر ہوئی اور حضرت سیدتنا رابعہ بصریہ رحمۃُ اللّٰہ تعالٰی علیہا نے گنتی فرمالی تو پھر ان کے ذریعے مہمانوں کی خاطر مدارت فرمائی۔ کھانے سے فراغت کے بعد جب ان دونوں نے ماجرا دریافت کیا تو حضرت سیدتنا رابعہ بصریہ رحمۃُ اللّٰہ تعالٰی علیہا نے

ارشاد فرمایا: جب آپ حضرات تشریف لائے تو مجھے اندازہ ہوگیا تھا کہ آپ بھوک کا شکار ہیں چنانچہ جو کچھ گھر میں حاضر تھا وہ میں نے پیش کر دیا، اتنے میں سائل نے صدا لگائی تو میں نے وہ دونوں روٹیاں اسے دیکر بارگاہِ خداوندی میں عرض کی: اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! تیرا وعدہ ایک کے بدلے دس دینے کا ہے اور مجھے تیرے وعدے پر مکمل یقین ہے۔ جب وہ کنیز 18 روٹیاں لائی تو میں نے سمجھ لیا کہ اس معاملے میں ضرور کوئی غلطی ہوئی ہے اس لئے میں نے انہیں واپس کر دیا، پھر جب وہ بیس روٹیاں لیکر آئی تو میں نے وعدے کی تکمیل سمجھ کر انہیں قبول کر لیا۔ (تذکرۃ الاولیاء، ذکر رابعہ، ۶۸/۱)

(54) لُقمے کے بدلے لُقمہ

حضرتِ سیِّدُنا امام عبداللہ بن اَسعد یافِعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْکَافِی **"رَوْضُ الرِّیَاحِین"** میں نقل فرماتے ہیں: اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کیلئے ایک عورت نے کسی محتاج (یعنی مسکین) کو کھانا دیا اور پھر اپنے شوہر کو کھانا پہنچانے کھیت کی طرف چل پڑی، اُس کے ساتھ اُس کا بچّہ بھی تھا، راستے میں ایک دَرِندے (یعنی پھاڑ کھانے والے جانور) نے بچّے پر حملہ کر دیا، وہ دَرِندہ بچّے کو نگلنا ہی چاہتا تھا کہ ناگہاں (یعنی اچانک) غیب سے ایک ہاتھ ظاہر ہوا جس نے اُس دَرِندے کو ایک زوردار ضرب لگائی اور بچّے کو چُھڑا لیا، پھر غیب سے آواز آئی: "اے نیک بخت! اپنے بچّے کو سلامتی کے ساتھ لے جا! ہم نے **لُقمے کے بدلے تجھے لُقمہ عطا کر دیا۔**" (یعنی تُو نے غریب کو کھانے کا لُقمہ کِھلایا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تیرے بچّے کو دَرِندے کا لُقمہ بننے سے بچا لیا)۔ (رَوْضُ الرِّیاحِین

ص ۲۷۴) اللہ عَزَّوَجَلَّ **کی اُن پر رَحمت ہو اور اُن کے صَدقے ہماری بے حساب مغفِرَت ہو۔** اٰمِین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

میں سب دولت رہِ حق میں لٹا دوں

شہا ایسا مجھے جذبہ عطا ہو (وسائلِ بخشش ص ۳۱۶)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! گناہوں سے بچ کر نیکیوں بھری زندگی کا جذبہ پانے کے لئے تبلیغِ قرآن وسنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک **دعوتِ اسلامی** کے مدنی ماحول سے وابستہ ہوجانا مفید ترین ہے، اس مدنی ماحول کی برکت سے کیسے کیسے بگڑے ہوئے لوگ سُدھر گئے، اس کی ایک جھلک اس مدنی بہار میں ملاحظہ کیجئے، چنانچہ

نیوائیر نائٹ منانے سے باز رہا

گوجرانوالہ (پنجاب، پاکستان) کے ایک اسلامی بھائی (عمر تقریباً 35 سال) کا بیان کچھ یوں ہے کہ میرا تعلق ایک کھاتے پیتے گھرانے سے تھا، نہ نماز پڑھتا نہ قرآن بلکہ شراب نوشی، بدکاری، جُوابازی کا شوقین تھا حتی کہ اپنی زمینیں بیچ بیچ کر جوا کھیلا کرتا۔ بیوی بچوں کو بھی تنگ کیا کرتا۔ میرے کردار کی وجہ سے میرے گھر والے بھی سخت پریشان تھے۔ وہ اکثر مجھے برائیوں سے روکتے لیکن میں نہ مانتا۔ ایک مرتبہ میں نے اپنے ڈیرے پر نیوائیر نائٹ منانے کا پروگرام بنایا، شراب نوشی و بدکاری کے تمام لوازمات جمع کئے، 31 دسمبر کی رات میرے یار بداطوار سب میرے ڈیرے پر جمع

ہو گئے۔تقریباً10 بجے میں گھر آیا کہ 12 بجے تک واپس آ جاؤں گا۔گھر پہنچ کر میں نے ٹی وی لگایا اور چینل بدلتے بدلتے مدنی چینل میرے سامنے آ گیا جس پر ایک بزرگ (یعنی امیرِ اہلسنّت دامت برکاتہم العالیہ) نیوائیر نائٹ منانے والوں کو سمجھا رہے تھے، انداز ایسا پیارا اور دلچسپ تھا کہ میں نے وہ بیان سننا شروع کر دیا، اس بیان سے مجھے بڑی معلومات ملیں اور عبرت ہوئی کہ ہم کیا کرنے جا رہے تھے، میں خوفِ خدا سے رونے لگا اور بالآخر میں نے نیوائیر نائٹ میں خرافات کرنے اور دیگر گناہوں سے توبہ کر لی۔دوسری طرف میرے دوست میرے انتظار میں تھے، جب میں نہ پہنچا تو وہ مجھے فون کرنے لگے لیکن میں نے اپنا موبائل بند کر دیا اور سو گیا۔بدلی ہوئی صبح سے میری نئی زندگی کا آغاز ہوا، میں نے برائیاں اور بری صحبت چھوڑ دی، اپنا موبائل نمبر بھی تبدیل کر لیا تاکہ بُرے دوستوں سے نجات مل جائے، قادری عطاری سلسلے میں بیعت ہو کر شیخِ طریقت امیرِ اہلسنّت بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطاؔر قادری دامت برکاتہم العالیہ کا مُرید بھی بن گیا۔اولاً تین دن کے مدنی قافلے میں عاشقانِ رسول کے ساتھ سفر کیا پھر دعوتِ اسلامی کے زیرِ انتظام ہونے والے 30 دن کے اجتماعی اعتکاف میں بھی بیٹھا۔داڑھی بڑھا لی، مدرسۃ المدینہ بالغان میں پڑھنا شروع کر دیا۔یہ سب دعوتِ اسلامی کا فیضان ہے ورنہ اس وقت میں نہ جانے کس حال میں ہوتا!

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

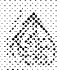
ماٰخذ و مراجع

مطبوعہ	مصنف/مؤلف	نام کتاب
مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان، متوفی ١٣٤٠ھ	ترجمہ کنز الایمان
مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی	صدر الافاضل مفتی نعیم الدین مراد آبادی، متوفی ١٣٦٧ھ	تفسیر خزائن العرفان
داراحیاء التراث العربی، بیروت ١٤٢٠ھ	ابو عبد اللہ محمد بن عمر التیمی الرازی، متوفی ٦٠٦ھ	تفسیر کبیر
دار الفکر، بیروت ١٤٢١ھ	احمد بن محمد صاوی مالکی خلوتی، متوفی ١٢٤١ھ	تفسیر صاوی
داراحیاء التراث العربی، بیروت ١٤٢٠ھ	ابو الفضل شہاب الدین سید محمود آلوسی، متوفی ١٢٧٠ھ	روح المعانی
دار الکتب العلمیہ، بیروت ١٤١٩ھ	امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری، متوفی ٢٥٦ھ	صحیح البخاری
دار ابن حزم، بیروت ١٤١٩ھ	امام ابو الحسین مسلم بن حجاج قشیری، متوفی ٢٦١ھ	صحیح مسلم
داراحیاء التراث العربی، بیروت ١٤٢١ھ	امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی، متوفی ٢٧٥ھ	سنن ابی داؤد
دار الفکر، بیروت ١٤١٤ھ	امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی، متوفی ٢٧٩ھ	سنن الترمذی
دار الفکر، بیروت ١٤١٤ھ	امام احمد بن حنبل، متوفی ٢٤١ھ	المسند
دار المعرفہ، بیروت ١٤١٨ھ	امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ حاکم نیشاپوری، متوفی ٤٠٥ھ	مستدرک
دار الکتب العلمیہ، بیروت ١٤١٨ھ	امام زکی الدین عبد العظیم بن عبد القوی منذری، متوفی ٦٥٦ھ	الترغیب والترہیب
داراحیاء التراث ١٤٢٢ھ	امام ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی، متوفی ٣٦٠ھ	المعجم الکبیر
دار الکتب العلمیہ، بیروت ١٤٢٠ھ	امام ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی، متوفی ٣٦٠ھ	المعجم الاوسط
دار الکتب العلمیہ، بیروت ١٤٢١ھ	امام ابو بکر عبد الرزاق بن ہمام بن نافع صنعانی، متوفی ٢١١ھ	مصنف عبد الرزاق
دار الکتب العلمیہ، بیروت ١٤٢١ھ	امام ابو بکر احمد بن حسین بن علی بیہقی، متوفی ٤٥٨ھ	شعب الایمان
دار الفکر، بیروت ١٤٢٢ھ	امام ابو یعلیٰ احمد بن علی موصلی، متوفی ٣٠٧ھ	مسند ابی یعلی
دار الفکر، بیروت ١٤٢٠ھ	حافظ نور الدین علی بن ابو بکر ہیثمی، متوفی ٨٠٧ھ	مجمع الزوائد
دار الکتب العلمیہ، بیروت ١٤٢١ھ	امام جلال الدین بن ابی بکر سیوطی، متوفی ٩١١ھ	جمع الجوامع

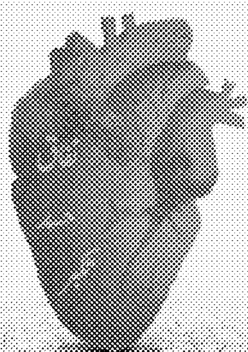
کنز العمال	امام علی متقی بن حسام الدین ہندی، متوفی ۹۷۵ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۹ھ
جامع العلوم والحکم	عبد الرحمٰن بن شہاب الدین بن رجب حنبلی، متوفی ۷۹۵ھ	المکتبۃ الفیصلیہ مکۃ المکرّمہ
شرح صحیح البخاری	ابو الحسن علی بن خلف بن عبد الملک، متوفی ۴۴۹ھ	مکتبۃ الرشد الریاض ۱۴۲۰ھ
فیض القدیر	علامہ عبد الرؤف مناوی، متوفی ۱۰۳۰ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
التیسیر بشرح جامع الصغیر	علامہ عبد الرؤف مناوی، متوفی ۱۰۳۰ھ	مکتبۃ الامام الشافعی ریاض ۱۴۰۸ھ
کتاب الجامع	امام حافظ معمر بن راشد ازدی، متوفّٰی ۱۵۳ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۱ھ
البدایہ والنہایہ	ابو فداء اسماعیل بن عمر بن کثیر دمشقی شافعی، متوفی ۷۷۴ھ	دار الفکر بیروت ۱۴۱۸ھ
المناقب للموفق	الموفق بن احمد المکی، متوفّٰی ۵۶۸ھ	کوئٹہ پاکستان ۱۴۰۷ھ
الزہد	امام ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل، متوفّٰی ۲۴۱ھ	دار الغد الجدید ۱۴۲۶ھ
سیر اعلام النبلاء	امام شمس الدین محمد بن احمد ذہبی، متوفی ۷۴۸ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۱۷ھ
تاریخ بغداد	حافظ ابو بکر احمد بن علی خطیب بغدادی، متوفی ۴۶۳ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۷ھ
حیاۃ الحیوان	کمال الدین محمد بن موسیٰ دمیری، متوفی ۸۰۸ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۵ھ
احیاء علوم الدین	امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی، متوفی ۵۰۵ھ	دار صادر، بیروت ۱۸۶۳ء
مکاشفۃ القلوب	امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی، متوفی ۵۰۵ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
کیمیائے سعادت	امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی، متوفی ۵۰۵ھ	انتشارات گنجینہ تہران ۱۳۷۹ھ
الرّیاض النضرۃ	الامام شیخ ابو جعفر احمد الشہیر الطبری، متوفّٰی ۶۹۴ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
اسد الغابۃ	عز الدین ابو الحسن علی بن محمد الجزری، متوفی ۶۳۰ھ	دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۱۷ھ
القول البدیع	امام ابو الفرج محمد بن عبد الرحمٰن سخاوی شافعی، متوفی ۹۰۲ھ	مؤسسۃ الریان بیروت ۱۴۲۲ھ
شرح العلامۃ الزرقانی	محمد بن عبد الباقی بن یوسف زرقانی، متوفی ۱۱۲۲ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۱۷ھ
تذکرۃ الاولیاء	شیخ ابو حامد امام محمد بن ابو بکر ابراہیم فرید الدین عطار نیشاپوری، متوفی ۶۳۷ھ	انتشارات گنجینہ تہران ایران ۱۳۷۹ھ
صید الخاطر	امام ابو الفرج عبد الرحمٰن بن علی ابن جوزی، متوفّٰی ۵۹۷ھ	نزار مصطفٰی الباز ۱۴۲۵ھ

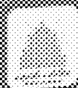
بحرالدموع	امام ابوالفرج عبدالرحمٰن بن علی ابن جوزی، متوفّٰی ٥٩٧ھ	مکتبہ دارالفجر دمشق ۱۴۲۴ھ
عیون الحکایات	ابوالفرج عبدالرحمٰن بن علی جوزی، متوفی ٥٩٧ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۴ھ
التذکرۃ الحمدونیۃ	ابن حمدون، متوفی ٥٦٢ھ	دار صادر، بیروت ۱۹۹۶ء
مستطرف	شہاب الدین محمد بن ابی احمد ابی الفتح، متوفّٰی ٨٥٠ھ	دارالفکر بیروت ۱۴۱۹ھ
اتحاف السادۃ المتقین	علامہ سید محمد بن محمد الحسینی الزبیدی الشہیر بمرتضی، متوفی ١٤٠٥ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت
الزواجر	احمد بن محمد بن علی بن حجر مکی ہیتمی، متوفی ٩٧٤ھ	دارالمعرفہ، بیروت ۱۴۱۹ھ
روض الریاحین	عبداللہ بن اسعد بن علی یافعی مالکی، متوفی ٧٦٨ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۱ھ
کتاب الکبائر	الامام الحافظ محمد بن احمد بن عثمان بن قایماز الذہبی، متوفی ٧٤٨ھ	پشاور
مثنوی مولوی معنوی	مولانا جلال الدین رومی	الفیصل ناشران وتاجران کتب لاہور
فضائل دعاء	رئیس المتکلمین مولانا نقی علی خان	مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی
فتاوی رضویہ (مخرجہ)	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بن نقی علی خان متوفی ١٣٤٠ھ	رضا فاؤنڈیشن، لاہور ١٤١٨ھ
الملفوظ (ملفوظات اعلیٰ حضرت)	شہزادہ اعلیٰ حضرت محمد مصطفیٰ رضا خان، متوفی ١٤٠٢ھ	مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی
بہار شریعت	مفتی محمد امجد علی اعظمی، متوفی ١٣٦٧ھ	مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی
مراۃ المناجیح	حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان	ضیاء القرآن
سیرت مصطفیٰ	شیخ الحدیث حضرت علامہ عبدالمصطفی اعظمی	مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی
آئینہ عبرت	شیخ الحدیث حضرت علامہ عبدالمصطفی اعظمی	مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی
عجائب القرآن	شیخ الحدیث حضرت علامہ عبدالمصطفی اعظمی	مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی
نیکی کی دعوت	امیر اہلسنت حضرت علامہ ابو بلال محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ	مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی
زلزلہ اور اس کے اسباب	امیر اہلسنت حضرت علامہ ابو بلال محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ	مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی
حدائق بخشش	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بن نقی علی خان متوفی ١٣٤٠ھ	مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی
ظلم کا انجام	امیر اہلسنت حضرت علامہ ابو بلال محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ	مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی
وسائل بخشش	امیر اہلسنت حضرت علامہ ابو بلال محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ	مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی

فہرس



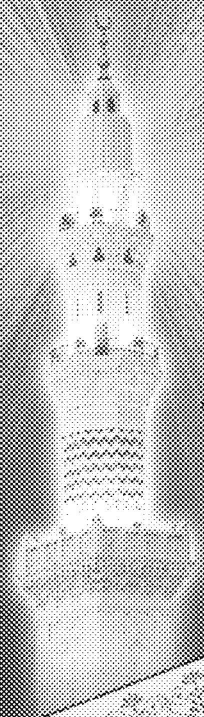
باطنی بیماریوں کی معلومات





مجلس المدینۃ العلمیۃ





ایک زمانہ ایسا آئے گا

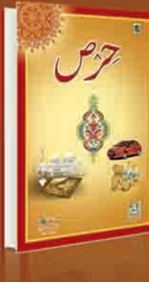
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

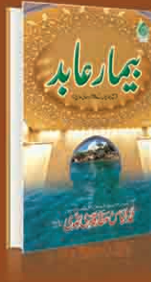
نیک نَمازی بننے کیلئے

ہر جُمعرات بعد نمازِ مغرب آپ کے یہاں ہونے والے **دعوتِ اسلامی** کے ہفتہ وار سُنّتوں بھرے اجتماع میں رِضائے الٰہی کیلئے اچّھی اچّھی نیّتوں کے ساتھ ساری رات شرکت فرمایئے ❁ سنّتوں کی تربیت کے لئے **مَدَنی قافلے** میں عاشقانِ رسول کے ساتھ ہر ماہ تین دن سفر اور ❁ روزانہ **"فکرِ مدینہ"** کے ذَرِیعے **مَدَنی اِنعامات** کا رِسالہ پُر کر کے ہر مَدَنی ماہ کی پہلی تاریخ اپنے یہاں کے ذِمّے دار کو جمع کروانے کا معمول بنالیجئے۔

میرا مَدَنی مقصد: "مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کرنی ہے۔" اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ۔ اپنی اِصلاح کے لیے **"مَدَنی اِنعامات"** پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کے لیے **"مَدَنی قافلوں"** میں سفر کرنا ہے۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ










ISBN 978-969-631-593-3
0126102





MC 1286

فیضانِ مدینہ، محلّہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، باب المدینہ (کراچی)

UAN: +92 21 111 25 26 92 Ext: 1284

Web: www.dawateislami.net / Email: ilmia@dawateislami.net